# انصار اللہ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

ربوہ

اپریل ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

مجلس انصاراللہ مرکزیہ کا ترجمان

# ماہنامہ انصاراللہ ربوہ

شہادت ۱۳۶۵ ہش

اپریل ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر

**مرزا محمد الدین ناز**

مدیرانِ اعزازی

- ملک صلاح الدین صاحب بھارت
- مبارک احمد صاحب ساقی لندن
- کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:- سیّد عبدالحی

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصاراللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۴۸۳


## فہرست


- اداریہ — صـ ۲
- جلسہ سالانہ جماعتِ احمدیہ ملائیشیا کے موقع پر حضور کا بصیرت افروز پیغام۔ — ۶
- خلاصہ خطبہ حضرت امام جماعتِ احمدیہ — ۹
- مطلّقہ کو نان ونفقہ دلانے سے متعلق بھارتی سپریم کورٹ کے فیصلہ پر تبصرہ۔ — ۲۱
- شذرات — ۳۱
- مجلس انصاراللہ سیرالیون کے تیسرے سالانہ اجتماع کا کامیاب انعقاد۔ — ۳۶
- بچّوں کا صفحہ — ۳۹



جلد نمبر ۲۷

شمارہ نمبر ۴


## شرحِ چندہ


| | | |
|---|---|---|
| پاکستان | | بیس روپے سالانہ |
| امریکہ، کینیڈا | بذریعہ ہوائی ڈاک | پندرہ ڈالر 〃 |
| جزائر فجی | 〃 بحری 〃 | آٹھ 〃 〃 |
| دیگر ممالک | 〃 ہوائی 〃 | چھ پونڈ 〃 |
| | 〃 بحری 〃 | تین 〃 〃 |

قیمت فی پرچہ : دو روپے

گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

ادارِیّہ

آج سے چودہ (۱۴۰۰) سو برس قبل

# عرب کے جنوب میں افریقہ کے ایک غیر مسلم جج کا فیصلہ

" ابنِ اسحٰق نے کہا کہ مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابیوں پر جنہوں نے اسلام اختیار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ظلم وستم ڈھائے اور ہر قبیلے نے اپنے میں کے مسلمانوں پر حملہ کر دیا، انہیں بند رکھنے لگے اور انہیں بھوکے رکھنے اور پیاسے رکھنے اور تپتی ہوئی زمین (پر لٹا کر) انہیں تکلیفیں دینے لگے.. ..... اور بدکار ابوجہل جو قریش کے افراد کو ان لوگوں کے خلاف اُبھارا کرتا تھا اس کی یہ حالت تھی کہ جب اس نے کسی شخص کے متعلق سُن لیا کہ اس نے اسلام اختیار کیا ہے اور صاحبِ عزّ و جاہ اور حمایتیوں والا ہے تو اس پر دلیلوں اور گفتگو سے غلبہ پانے کی فکر کرتا اور اس کو رسوا اور بدنام کرنے کی تدبیر کرتا اور اس سے کہتا کہ تُو نے اپنے باپ کے دین کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ تجھ سے بہتر تھا۔ ہم تو تیری عقل کی سُبکی کا چرچا کریں گے اور تیری رائے کی غلطی کو مشہور کریں گے اور تیری وجاہت و برتری کو پست کر دیں گے اور اگر وہ کوئی تاجر ہوتا تو اس سے کہتا کہ واللہ! ہم تیرے بیوپار کو مندا کر دیں گے (سوشل بائیکاٹ) اور تیرے مال کو تباہ کر دیں گے۔ اور اگر وہ کوئی کمزور ہوتا تو اس کو مارتا اور اس پر لوگوں کو اُبھارتا..... انہوں نے اِس بات کا عزم کر لیا تھا کہ اُن میں سے چند نوجوانوں کو گرفتار کر لیں جنہوں نے اِسلام اختیار کر لیا تھا اور اُن نوجوانوں کو سرزنش کریں جنہوں نے نیا دین ایجاد کر رکھا ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ آپؐ کے اصحاب بَلاؤں کا نشانہ بن رہے ہیں تو آپؐ نے فرمایا:-

" اگر تم لوگ سرزمینِ حبشہ کو چلے جاؤ (تو بہتر ہو) کہ وہاں کے

بادشاہ[1] کے پاس کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا۔"

آپؐ کے اِس فرمانے پر آپؐ کے صحابیوں میں سے بہت سے مسلمان فتنوں کے ڈر سے سرزمینِ حبشہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔

جب مسلمانوں نے سرزمینِ حبشہ میں امن پایا اور نجاشی کے پڑوس کو قابلِ ستائش دیکھا اور کسی سے خوف کئے بغیر انہوں نے اللہ کی عبادت کی تو عبداللہ بن الحارث نے یہ اشعار کہے:۔

ترجمہ: "اللہ کے بندوں میں سے ہر اس شخص کو میرا پیام پہنچا دے جو وادیٔ مکّہ میں مجبور، مغلوب اور بلاؤں میں گرفتار ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے شہروں کو وسیع پایا ہے جو اہانت، ذلّت اور رسوائی سے چھڑاتے ہیں۔ یا اللہ جن لوگوں نے سرکشی کی ہے ان پر اپنا عذاب نازل فرما۔"

حضرت عثمان بن مظعون نے یہ اشعار کہے:۔

ترجمہ:۔"کیا تُو نے امن حاصل کرنے کے لئے وادیٔ مکّہ سے مجھے نکال باہر کیا اور بڑی بڑی سفید قابلِ نفرت عمارتوں میں رہنے پر مجھے تُو نے مجبور کیا۔ تُو ایسے تیروں کو درست کرتا ہے جن کا درست کرنا تیرے لئے موافق نہیں اور تُو ان تیروں کو کاٹ ڈالتا ہے جن کی درستی تیرے لئے سراسر نفع بخش ہے۔ جب تجھ پر کبھی کوئی آفت آجائے گی اور کمزور اغیار تیری امداد سے دستکش ہو جائیں گے تو اس وقت تجھے معلوم ہوگا کہ تُو کیا کرتا تھا؟"

جب اس حالت کی اطلاع قریش کو ہوئی تو انہوں نے آپس میں مشورے کئے کہ نجاشی کے پاس اپنے دو مستقل مزاج آدمیوں کو روانہ کریں..... لہٰذا وہ دونوں چلے اور نجاشی کے پاس پہنچے۔ ان دونوں نے اپنے ہدیے نجاشی کے پاس پیش کئے اور اس نے ان کے وہ ہدیے قبول کرلئے پھر انہوں نے اس سے گفتگو کی اور اس سے کہا اے بادشاہ! ہم میں کے چند کم سن بیوقوف چھوکروں نے اپنی قوم کے دین سے علیحدگی اختیار کی ہے اور وہ آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں اور ایک نیا دین ایجاد کیا ہے جس کو نہ ہم جانتے ہیں اور نہ آپ۔ اور ہم نے آپ کے پاس ان کے

---

[1] جب مسلمان شاہ نجاشی کی عدالت میں پیش ہوئے تو اس وقت وہ عیسائی تھا اور سیّدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غیر مسلم بادشاہ کے عدل و انصاف کی تعریف فرمائی بلکہ انہی ایّام میں حبشہ کے ایک فرد نے شاہ نجاشی کے خلاف بغاوت کی اور صحابہ کرامؓ اس مُحسن عیسائی حکومت کے خلاف بغاوت پر بہت رنجیدہ خاطر ہوئے کہ شاید ان کے بعد جو شخص آئے وہ ہمارے حقوق کا تحفّظ نہ کر سکے اِس لئے انہوں نے نہ صرف اپنے مُحسن عیسائی بادشاہ کی کامیابی اور فتح کے لئے دعا کی بلکہ اس کو ہر قسم کی مدد کا یقین دلایا۔ چنانچہ حضرت زبیر بن عوامؓ کو دریائے نیل عبور کروایا جو فتح ہونے تک فوج میں موجود رہے اور جب کامیاب ہونے پر حضرت زبیرؓ نے واپس آکر شاہِ نجاشی کی فتح کی خوشخبری سنائی تو صحابہ کرامؓ بہت خوش

متعلق ان کی قوم کے معززین کو بھیجا ہے جن میں ان کے باپ، چچا اور ان کے لوگ ہیں تاکہ آپ انہیں ان کے پاس روانہ کر دیں کیونکہ وہ شرافت کے لحاظ سے ان پر برتری رکھتے ہیں اور جو الزام انہوں نے ان پر لگایا ہے اور جس چیز کے متعلق وہ ان سے خفا ہیں اس کو وہ خوب جانتے ہیں۔ لہٰذا انہیں ان دونوں کے سپرد کر دیجئے کہ وہ انہیں ان کے وطن اور ان کی قوم کے پاس واپس پہنچا دیں...... اس بات پر نجاشی غصّے ہؤا اور کہا نہیں! خدا کی قسم! میری سرزمین میں بطور مہمان کے آئے ہیں اور چونکہ میرے سوا دوسروں کو چھوڑ کر انہوں نے مجھے ہی منتخب کیا ہے اِس لئے مَیں انہیں بُلاؤں گا اور ان دونوں نے ان کے متعلق جو کچھ کہا ہے اس کی نسبت ان سے دریافت کروں گا پھر اگر ان کی حالت ویسی ہی ہو جیسا کہ یہ دونوں کہہ رہے ہیں تو مَیں انہیں ان کے حوالے کروں گا اور انہیں ان کی قوم کی طرف واپس کر دوں گا اور اگر ان کی حالت اس کے خلاف ہو تو مَیں ان لوگوں سے ان کی حفاظت کروں گا جب تک کہ وہ میرے پڑوس میں رہیں مَیں ان کے پڑوس کا حق اچھی طرح ادا کروں گا۔

اس کے بعد اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کو بُلانے کے لئے آدمی بھیجا۔ پھر جب یہ وہاں پہنچے دیکھا کہ نجاشی نے اپنے علماء کو بھی بُلا لیا ہے اور اس کے گرد انہوں نے اپنے صحیفے کُھلے رکھے ہیں اس نے ان سے سوالات شروع کئے۔ اس نے کہا اس دین کی حقیقت کیا ہے جس میں داخل ہو کر تم نے اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور تم نہ تو میرے دین میں داخل ہوئے ہو اور نہ ان موجودہ دینوں میں سے کسی دین میں شامل ہو۔

جعفرؓ بن ابی طالب نے کہا۔ اے بادشاہ! ہماری قوم کی یہ حالت تھی کہ ہم سب جاہل تھے۔ بُتوں کی پُوجا کرتے مُردار کھاتے۔ بُرے کاموں کے مُرتکب ہوتے۔ رشتے ناطے توڑ دیتے۔ پڑوس سے بُرا سلوک کرتے اور ہم میں کا قوی کمزور کو کھا جاتا تھا۔ یہ ہماری حالت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری جانب ہمیں میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا جسکے نسب، سچائی، امانت اور پاکدامنی کو ہم سب جانتے ہیں۔ اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی جانب یہ دعوت دی کہ ہم اسے یکتا مانیں اور اس کی عبادت کریں۔ ہم اور ہمارے بزرگوں نے اس کو چھوڑ کر پتھروں اور بُتوں کی جو پُوجا اختیار کر رکھی تھی اس کو چھوڑ دیں۔ اس رسول نے ہمیں سچی بات، امانت کی ادائی، رشتہ داروں سے تعلقات کے قائم رکھنے، پڑوسیوں سے نیک سلوک کرنے، حرام باتوں اور قتل و خونریزی سے باز رہنے کا حکم فرمایا اور ہمیں بُری باتوں، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع فرمایا۔

پس ہم نے اس کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے۔ وہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے لایا ہم نے اس کی پیروی کی۔ پس ہم نے خدائے یکتا کی عبادت کی۔ کسی کو اس کا شریک نہیں بنایا اور ان تمام چیزوں کو حرام جانا جو ہم پر حرام کی گئیں اور ان چیزوں کو حلال جانا جو ہم پر حلال کی گئیں۔ تو ہماری قوم نے ہم پر ظلم و زیادتی کی اور انہوں نے ہمیں تکالیف پہنچائیں اور ہمیں دین کے متعلق مصیبتوں میں مبتلا کیا تاکہ ہمیں

اللہ تعالیٰ کی عبادت سے پھیر کر بتوں کی پوجا کی جانب لوٹائیں اور تا کہ ہم ان تمام بُری چیزوں کو حلال سمجھ لیں جن کو ہم پہلے حلال سمجھا کرتے تھے جب ان لوگوں نے ہم کو مجبور کیا اور ظلم ڈھائے اور ہمارے لئے زندگی کا میدان تنگ کر دیا اور ہمارے دین کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنے لگے تو ہم آپ کے ملکوں کی جانب نکل آئے اور ہم نے آپ کو آپ کے سوا دوسرے لوگوں پر ترجیح دی اور آپکی ہمسائیگی کی جانب ہمیں رغبت ہوئی اور اے بادشاہ ہمیں امید ہوئی کہ آپ کے پاس ہم پر ظلم نہ ہوگا۔

نجاشی نے کہا کہ کیا اس کلام میں سے کچھ تمہارے ساتھ ہے جس کو وہ اللہ کے پاس سے لایا ہے انہوں نے اس کو کٓھٰیٰعٓصٓ کا ابتدائی حصہ پڑھ کر سنایا..... نجاشی رو پڑا یہاں تک کہ اس کی ڈاڑھی تر بتر ہوگئی۔ نجاشی نے کہا بے شک یہ چیز اور وہ چیز جو عیسیٰ لائے تھے ایک ہی طاق سے نکلی ہوئی روشنی ہے تم دونوں چلے جاؤ نہیں واللہ! انہیں تمہارے حوالے نہیں کروں گا اور نہ ان کے متعلق ایسا ارادہ کیا جائے گا۔

عمرو بن العاص نے کہا کہ واللہ! کل میں اس کے پاس ان لوگوں کے متعلق ایسی چیز پیش کروں گا کہ اس کے ذریعے ان لوگوں کی جماعت کو جڑ سے اکھیڑ ڈالوں گا۔ دوسرے روز سویرے وہ دونوں اس کے پاس پہنچے اور اس سے کہا اے بادشاہ! یہ لوگ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں ایک بڑی بات کہتے ہیں آپ انہیں بلوائیے اور ان سے دریافت کیجئے کہ وہ ان کے متعلق کیا کہتے ہیں۔

اس نے ان کو بلوا بھیجا تا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ان سے دریافت کرے..... جب یہ لوگ اس کے پاس گئے اس نے ان سے کہا عیسیٰ بن مریم کے متعلق تم لوگ کیا کہتے ہو جعفرؓ بن ابی طالب نے کہا ہم ان کے متعلق وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس لائے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور اسکی رُوح اور اس کا کلمہ ہیں جس کو اس نے کنواری مریم کی جانب ڈال دیا۔

نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور زمین سے ایک تنکا اُٹھا لیا اور کہا واللہ! جو کچھ تم نے کہا اس سے اس تنکے کے برابر بھی عیسیٰ بن مریم زیادہ نہیں۔ جب نجاشی نے ایسے اہم الفاظ کہہ دیئے تو جو علماء اس کے گرد بیٹھے ہوئے تھے وہ ناک سے آوازیں نکالنے لگے (یعنی ناراضی ظاہر کی) تو نجاشی نے کہا خواہ تم ناک سے آوازیں نکالو (ناخوشی کا اظہار کرو) یا کچھ اور۔ واللہ! تم چلے جاؤ۔ فانتم شیوم بارضی تم میری زمین میں امن سے رہو۔ بے خوف ہو جو تم کو بُرا بھلا کہے اس سے بدلہ لیا جائے گا۔"

(سیرت ابن ہشام مترجمہ مولوی قطب الدین احمد محمودی صفحہ ۴۷۹ تا ۵۰۵)

○

# جلسہ سالانہ جماعتِ احمدیہ ملائشیا کے موقع پر حضور کا بصیرت افروز پیغام

میرے پیارے اور عزیز بہن بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جماعتِ احمدیہ ملائشیا کے جلسہ سالانہ کے انعقاد کا سُنکر بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو بے شمار برکتوں اور رحمتوں سے معمور فرمائے۔ اس میں شامل ہونے والوں پر بھی اپنے افضال نازل فرمائے اور ان پر بھی جو باوجود خواہش کے کسی مجبوری کے تحت اس میں شامل ہونے سے قاصر رہے۔

خدا تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس عظیم الشان اور موعود وجود کو قبول کرنے کی توفیق بخشی جسکی تمام قومیں منتظر تھیں اور پھر اس کے ذریعہ ایک رشتۂ الفت میں مُنسلک کر دیا۔ یہ نعمتِ محبت و الفت ایک معجزہ ہے جو نبیوں کو عطا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ج

اور اللہ کا احسان جو اُس نے تم پر کیا یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اُس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی جس کے نتیجہ میں تم اُس کے احسان سے بھائی بھائی بن گئے۔

اِسی اخوّت اور بھائی چارے کی فضا کو قائم کرنے کے لئے اِس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو مبعوث فرمایا چنانچہ آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ

"مَیں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں اوّل خدا کی توحید اختیار کرو دوسرے آپس میں محبّت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھی۔ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ ۔ یاد رکھو کہ تالیف ایک اعجاز ہے۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۴۸)

آج اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ عرب و عجم، سُرخ و سفید کو محبّت کی لڑی میں پرو کر ایک ایسی جماعت بنا دی ہے جس کے ذریعہ دینِ حق کا غلبہ مقدر ہے اور غلبہ کے تصوّر کے ساتھ ہی جو بات ذہن میں اُبھرتی ہے وہ وہی اتحاد، یکجہتی اور باہمی محبّت و اُلفت ہے جس کا آیت مذکورہ بالا میں ذکر ہے۔ کیونکہ وہ فوج کبھی فتحیاب

نہیں ہو سکتی جو خود منتشر اور پراگندہ ہو۔ اس لئے اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی اور شاہراہِ غلبۂ اسلام پر چلنے کے لئے اپنے اختلافات اور جھگڑوں کے بوجھ کندھوں سے اُتارنے ہوں گے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ ایسے امور جو جماعت کی یکجہتی اور اتحاد کو نقصان پہنچانے والے ہوں، ایسے امور جو فتنہ و انتشار کا موجب ہوں ان کو دُور سے ہی نفرت کے ساتھ دھتکارنا ہوگا۔

دوسری بات جس کی طرف مَیں جماعت کو بار بار توجہ دلاتا ہوں اور دلاتا رہوں گا دعوت اِلی اللہ کے فریضہ کی ادائیگی ہے۔ ہر احمدی چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت اُسے خود کو اِس کام میں جھونک دینا ہوگا کیونکہ ملائشیا میں جماعت کی ترقی کی یہ رفتار تسلی بخش نہیں۔

قرآن کریم نے اُمّتِ مسلمہ کی ایک امتیازی شان یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ وہ دوسروں کو ہدایت کی طرف بلاتے ہیں۔ وہ قوم جو دوسروں کی بھلائی کے لئے کوشاں نہ ہو، خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو محض اپنے تک محدود کرنیوالی ہو وہ خود بھی محدود ہو کر رہ جاتی ہے مگر جماعتِ احمدیہ کا ہرگز ہرگز یہ مقدّر نہیں۔ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوُا پودا ہے۔

"وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

ملائشیا میں اس درخت کی آبیاری آپ کے سپرد کی گئی ہے آپ نے اپنے آرام اور اوقات کو تج کر اس کو پروان چڑھانا ہے۔ دعوت اِلی اللہ کی راہ میں حائل تمام تکلّفات اور جھجک کے پردوں کو چاک کر کے دوسروں کو دینِ ھُدیٰ میں شامل کرنا ہے۔ یہی حضرت مسیح موعود کی بعثت کا مقصد تھا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

> "خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دُنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔" (الوصیّت صٓ)

پس مبارک ہیں وہ جو خدا تعالیٰ کی تقدیر کے دوش پر مسیح موعود کے مقصد کو پورا کرنے میں کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے نفوس میں بھی برکت ڈالے گا اور ان کے ایمان و اموال میں بھی۔ اِس فریضہ کی ادائیگی کے لئے زیادہ علم کی ضرورت نہیں۔ جو چیز سب سے زیادہ اہم اور لابدّی ہے وہ دُعا ہے بلکہ زندگی کے ہر کام اور ہر ضرورت اور مشکل پر یہی انسان کا سہارا ہے جو غیر ممکن کو ممکن میں بدل دیتی ہے اور بے بس اور کمزور و ناتواں کو طاقتور ثابت کرتی اور کامیابیوں سے ہمکنار کرتی ہے۔ انسان کے کاموں میں برکتیں دُعا ہی کے راستہ سے آتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود دُعا کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تند سیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر اس سے آخر تریاق ہو جاتا ہے۔" (لیکچر سیالکوٹ صـ ۲۶)

پھر فرمایا:-

"وہ امر جو ایک بجلی کی چمک کی طرح ایک دفعہ انسان کو تاریکی کے گڑھے سے کھینچ کر روشنی کی کھلی فضا میں لاتا اور خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا کر دیتا ہے وہ دعا ہی ہے۔ دعا کے ذریعہ ....... ہزاروں بگڑے ہوئے درست ہو جاتے ہیں۔" (ایام الصلح صـ ۲۹)

اس کا ثبوت یہ ہے کہ

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں ایک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہؤا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔" (برکات الدعا صـ ۱۲)

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو، آپ کو باہمی محبت و اخوت کے جذبہ سے سرشار رکھے سلسلہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق بخشے۔ داعی الی اللہ کی صفات سے متصف فرمائے اور دعوت الی اللہ کے لئے آپ کو جذبہ وجوش سے معمور فرمائے۔ آپ کی دعاؤں کو قبولیت بخشے اور دین و دنیا میں کامیابیوں سے نوازے۔

والسلام

خاکسار مرزا طاہر احمد

---

میں نے روتے روتے سجدہ گاہ بھی تر کر دیا
پر نہیں ان خشک دل لوگوں کو خوفِ کردگار
اے میرے پیارے مجھے اِس سیلِ غم سے کر رہا
ورنہ ہو جائے گی جاں اس درد سے تجھ پر نثار

(دُرِّثمین)

# خلاصہ خطبات حضرت امام جماعتِ احمدیہ

## خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ فروری ۱۹۸۶ء

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا قوموں کی تعمیر کا آغاز گھروں سے ہوتا ہے اگر ہم گھروں کی تعمیر کی طرف پوری توجہ دیں اور وہ معاشرتی خرابیاں جو گھروں سے پیدا ہو کر قوموں میں پھیلتی ہیں اُن کی وقت پر بیخ کنی کی کوشش کریں تو خدا تعالےٰ کے فضل کے ساتھ جماعتِ احمدیہ کی مجموعی تصویر بہت ہی حسین ہو جائے گی۔ تمام دُنیا میں سب سے زیادہ با اخلاق جماعت جماعتِ احمدیہ ہونی چاہیئے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم سب سے زیادہ با اخلاق انسان یعنی حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستہ ہیں اور آج ہم آپؐ کے حقیقی غلام ہیں۔ پس جماعتِ احمدیہ کو دُنیا کی سب سے با اخلاق جماعت ہونا چاہیئے کیونکہ اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے دعوے میں سچے ہیں تو ہم نے ساری دُنیا کے اخلاق درست کرنے کا دعویٰ کیا ہے اور ساری دُنیا کے لئے نمونہ بننے کا دعویٰ کیا ہے اور اس پہلو سے بہت ہی عظیم ذمّہ داری عائد ہوتی ہے۔ کسی کو یہ توفیق نہیں ملنی چاہیئے کہ کسی احمدی کے اخلاق پر اُنگلی اُٹھا سکے۔ حضور نے معاشرتی خرابیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اِن خرابیوں کا آغاز گھر سے ہوتا ہے۔ ماؤں کی کوکھ سے جنّت بھی بن رہی ہوتی ہے اور جہنّم بھی بن رہی ہوتی ہے اِس لئے گھروں کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ ہر مرد ذمّہ دار ہے کہ وہ اپنے اَخلاق درست کرے اور ہر عورت ذمّہ دار ہے کہ وہ اپنے اخلاق درست کرے۔ حضور نے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود کے بعض فرمودات پڑھ کر سُنائے اور مختلف معاشرتی خرابیوں کی نشان دہی فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود حَکم و عدل تھے۔ آپ کا مزاج خالصتاً قرآن و سُنّت پر مبنی تھا جس کے نتیجہ میں آپ کی ہر بات درست ہوتی تھی اِس لئے ان ارشادات پر غور کریں اور اس کی روشنی میں اپنے گھروں کے حالات درست کرنے کی کوشش کریں۔ حضور نے سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ایک ارشاد کی روشنی میں بتایا کہ والدہ کا حق بہت بڑا ہے اور اُس کی اطاعت فرض ہے مگر پہلے یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ اس کی

ناراضگی کی تہہ میں کوئی اَور بات تو نہیں ہے جو خدا کے حکم کے بموجب والدہ کی ایسی اطاعت سے بری الذمہ کرتی ہو۔ خدا تعالیٰ کے احکام و فرائض کو بہرحال مقدم رکھا جائے گا۔ شریعت کے معاملات کے سوا دیگر امور میں حتیّ الامکان سبب کو معلوم کرکے وجہ ناراضگی کو دُور کرنا چاہیئے۔ شیر اور بھیڑیے بھی ہلائے سے ہِل جاتے ہیں۔ دشمن سے بھی دوستی ہو جاتی ہے۔ اگر صلح کی جائے تو کیا وجہ ہے کہ والدہ کو ناراض رکھا جائے۔ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ نے اصلاح کی تعلیم دی ہے اِس لئے بدخوئی کو دُور کریں۔ لڑنے کے اصل سبب کو معلوم کریں اور حکمت کے ساتھ اسے دُور کرنے کی کوشش کریں۔

حضور نے سیدنا حضرت اقدس بانئ سلسلہ احمدیہ کے اقتباس کی روشنی میں بتایا کہ دو قسم کے لوگ دُنیا میں پائے جاتے ہیں۔ ایک گروپ ایسا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو بالکل خلیع الرسن کر دیا ہے۔ دین کا کوئی اثر اُن پر نہیں ہوتا اور کوئی اُن سے نہیں پوچھتا۔ اور بعض اس کے بالمقابل ایسی سختی اور پابندی کرتے ہیں کہ اُن میں اور حیوانوں میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا۔ وہ عورتوں سے بہت بُری طرح سلوک کرتے ہیں۔ فرمایا ایسا شخص بُزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوّام بنایا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورت کے مقابل میں کھڑا ہو اور بڑی بڑی شیخیاں مارے اور اُسے دبائے اور گالی گلوچ کرے۔ قوّام کا مطلب ہے کہ گھر کے ماحول کو خوشگوار رکھنے کی سب سے اوّلین ذمہ داری مرد پر ہے لیکن اِس طرح نہیں کہ وہ زبردستی دوسروں کو ٹھیک کرے بلکہ اِس طرح کہ پہلے اپنے آپ کو درست کرے۔ قوّام کا مطلب ہے توازن پیدا کرنے والا۔ جو خود بھی ہر انتہا سے پاک ہو اور اپنے گھر کو بھی ہر قسم کی انتہاؤں سے بچا کر رکھے۔ مرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے اُسے چاہیئے کہ اپنے قویٰ کو برمحل اور حلال موقع پر استعمال کرے۔ جو شدید الغضب ہوتا ہے اُس سے حکمت کا پہلو چھین لیا جاتا ہے۔ جس نے عورت کو صالحہ بنانا ہو وہ خود صالح بنے۔ ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ عورتوں کو صالح بنائیں، تقویٰ اختیار کریں۔ جب تقویٰ نہ ہو تو اولاد بھی پلید ہو جاتی ہے۔ اولاد کا طیّب ہونا تو طیّبات کا سلسلہ چاہتا ہے اِس لئے چاہیئے کہ سب نمونہ دکھاویں۔ عورت خاوند کی جاسوس ہوتی ہے وہ اپنی بدیاں اُس سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ اِسی طرح وہ بہت دانا بھی ہوتی ہے۔ جب خاوند سیدھے رستہ پر ہوگا تو وہ اس سے بھی ڈرے گی اور خدا سے بھی۔ اِس لئے ایسا نمونہ دکھانا چاہیئے کہ عورت کا یہ مذہب ہو جاوے کہ میرے خاوند جیسا اَور کوئی نیک دُنیا میں نہیں ہے اور وہ یہ اعتقاد کرے کہ یہ باریک سے باریک نیکی کی رعایت کرنے والا ہے۔ جب عورت کا یہ اعتقاد ہو جاوے گا تو ممکن نہیں کہ وہ خود نیکی سے باہر رہے۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ اِسی لئے فرمایا کہ عورتیں خاوند سے متاثر ہوتی ہیں۔ جس حد تک خاوند

صلاحیت اور تقویٰ بڑھائے گا کچھ حصہ اس سے عورتیں ضرور لیں گی۔ ویسے ہی اگر وہ بدمعاش ہوگا تو بدمعاشی سے حصہ لیں گی۔ حضور نے فرمایا کہ بعض دفعہ بعض مرد عورتوں سے اِس وجہ سے بَدخُلقی دکھاتے ہیں کہ اس کی فلاں عادت ہمیں پسند نہیں ہے اور یہ بات بھُول جاتے ہیں کہ اگر کسی کی بدی کے نتیجہ میں اُسے چھوڑنا ہو تو خدا کا بندے سے تعلق ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ کوئی انسان ایسا نہیں جو کمزوریوں سے پاک ہو۔ پھر کیا وہ خود ہر قسم کی کمزوریوں سے پاک ہے؟ کیا اُن میں ایسی عادتیں نہیں جو عورتوں کو ناپسند ہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ ایک مومن اپنی مومن بیوی کے ساتھ بُغض و نفرت نہ رکھے۔ اگر اُسے اُس کا کوئی خُلق ناپسند ہے تو کوئی دوسرا اچھا اور پسندیدہ بھی تو ہے اُس پر نظر کیوں نہیں رکھتا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ وہ راز ہے جس کے نتیجہ میں معاشرہ محبّت کے بندھنوں میں باندھا جاتا ہے ورنہ نقائص کو دیکھا جائے تو کسی بھی دو شخصوں کے درمیان محبّت کا تعلق قائم نہیں رہ سکتا۔ فرمایا کہ قرآن کریم نے بعض شرائط کے ساتھ عورتوں کو بدنی سزا دینے کی اجازت عطا فرمائی ہے لیکن مرد اکثر اس کا غلط استعمال کرتے ہیں اور اُن شرائط پر نظر نہیں رکھتے اور مارنے میں بھی حدِ اعتدال سے آگے نکل جاتے ہیں۔ حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کا ذکر فرمایا کہ ایک موقع پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَضْرِبُوْا اِمَاءَ اللّٰہِ یعنی اللہ کی لونڈیوں کو نہ مارا کرو۔ خدا کا خیال کرو یہ اُس کی بندیاں ہیں۔ اِس ارشاد کا اتنا گہرا اثر ہؤا کہ اس کے چند روز بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ عورتیں اپنے شوہروں پر غالب آگئی ہیں۔ اُن کی جُرأت اور دلیری حد سے بڑھ گئی ہے۔ اس پر آپؐ نے بیویوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے کی اجازت دے دی لیکن مارنے کا نہیں فرمایا۔ پھر کچھ عرصہ بعد عورتوں نے ازواجِ مطہّرات کے پاس اپنے خاوندوں کی شکایتیں کیں جس پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محمدؐ کی بیویوں کے پاس بہت سی عورتیں اپنے خاوندوں کی شکایت لے کر آئی ہیں۔ تم میں سے وہ شخص اچھا نہیں ہے جو اپنی بیویوں سے بدسلوکی کرے۔ حضور نے فرمایا کہ جہاں تک معاشرے کی اِصلاح کا تعلق ہے بعض مواقع ایسے بھی آجاتے ہیں کہ مرد کو طلاق دینی پڑتی ہے یا عورت کو طلاق لینی پڑتی ہے لیکن طلاق میں جلدی کرنا مناسب نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایسی عورت جو جائز وجہ کے بغیر خاوند سے طلاق لینے میں جلدی کرے اُس پر جنّت کی خوشبو حرام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طلاق کو جائز ہونے کے باوجود سب سے زیادہ ناپسند فرماتے تھے بالخصوص جب کسی کے ہاں بچّے بھی ہوں تو طلاق اور بھی ناپسندیدہ ہو جاتی ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص کا معاملہ حضرت بانیٔ سِلسلہ احمدیہ کے سامنے پیش کیا گیا کہ اس نے بیوی کو لکھا ہے کہ وہ اگر خط دیکھتے ہی میری طرف روانہ نہ ہوئی تو اُسے طلاق ہو گی۔ اس پر حضرت اقدس نے

فرمایا کہ جو شخص اس قدر جلدی قطع تعلق پر آمادہ ہو جاتا ہے ہم کیسے امید کر سکتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ قطع تعلق میں جلدی نہیں کرے گا۔ حضور نے فرمایا کہ بہت سی باتیں جو ہمارے معاشرہ کو خراب کر رہی ہیں اُن کی بنیادی وجہ تکبّر ہے اور یہ تکبّر کئی بھیس بدل کر انسان کے سامنے آتا ہے اور سب سے زیادہ خطرناک تکبّر نیکی کا تکبّر ہے۔ دُنیا میں بہت سے فساد نیکی کے تکبّر کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ فرمایا نیکیوں کو اگر ناجائز طریق سے نافذ کرنے کی کوشش کی جائے تو اُس کا اُلٹ نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ حضور نے سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے بعض ارشادات پڑھ کر سُنائے اور احباب کو خدا تعالیٰ کی توحید کو اختیار کرنے اور آپس میں محبت و ہمدردی پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ بُغض کا جُدا ہونا محض مہدی علیہ السلام کی علامت ہے کیا یہ علامت پوری نہ ہو گی ؟

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے جماعت کو نصیحت فرمائی ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھائیوں کو دُکھ دینا ٹھیک نہیں۔ دوسروں پر عیب نہ لگاؤ کیونکہ بعض اوقات انسان دوسرے پر عیب لگا کر خود اُس عیب میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ یہ بڑی رعونت کی جڑ اور بیماری ہے کہ دوسرے کی خطا کو پکڑ کر اشتہار دیا جائے ایسے امور سے نفس خراب ہو جاتا ہے۔ تقویٰ سے کام لینے والا فرشتوں میں داخل کیا جاتا ہے متقی دُنیا کی بلاؤں سے بچایا جاتا ہے۔ چاہیئے کہ اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے اور اُس کی عزّت و آبرو پر حملہ نہ کرے۔

حضور نے فرمایا کہ نیچے ہو کر چھوٹوں کی طرح تذلّل اختیار کرے۔ اپنی خوبیوں پر عجز اختیار کرے پھر دیکھے معاشرہ کتنی تیزی سے سُدھرنے لگتا ہے۔ جو شخص نیکیوں پر تکبّر کرتا ہے اسے اپنی بدیوں پر شرمندگی کی توفیق بھی نہیں ملتی۔ ندامت اور استغفار کی توفیق اُسی کو ملتی ہے جو اپنی نیکیوں پر انکسار دکھاتا ہے اِس لئے انکسار سیکھیں اور یہ انکسار حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھیں۔ فرمایا حکمت کے ساتھ آنکھیں کھول کر معاملہ کریں۔ بہت ہی بڑی ذمّہ داری ہے جماعتِ احمدیہ کی، کہ نہ صرف اخلاق پیدا کرے بلکہ اخلاق کو مکارم تک پہنچائے اور مکارم سے آگے بڑھا کر مکارمِ اخلاق کو بھی زینت بخشے۔

## خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ فروری ۱۹۸۶ء

تشہد و تعوّذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفرقان کی آیات ۷۵ تا ۷۸ تلاوت فرمائیں اس کے بعد حضور نے فرمایا: سورۃ الفرقان میں جہاں اللہ تعالیٰ رحمٰن خدا کی صفات بیان فرماتا ہے وہاں اسی تسلسل میں آخر پر رحمٰن خدا کے بندوں کی ازدواجی زندگی کے اعلیٰ تصوّرات کو ان الفاظ میں بیان فرمایا گیا کہ ازدواجی زندگی کے متعلق ان کی تمنّاؤں کا منتہٰی کیا ہوتا ہے اور وہ اپنے

رب سے کیا چاہتے ہیں؟

حضور نے اِن آیات کے پُر معارف تفسیری ترجمہ کے بعد فرمایا کہ اِن آیات میں عائلی زندگی کا جو اعلیٰ مقصد بیان فرمایا گیا ہے اس کا تعلق براہِ راست تزوّج کے مضمون کے ساتھ ہے اور وہ بنیادی مقصد زندگی کا تحفّظ اور بقائے نسل ہے۔ مختلف ادوار سے گذرتے ہوئے انسان کی حالت سے زندگی اس مقام پر پہنچ جاتی ہے کہ محض بقائے نسل ہی مقصد نہیں رہ جاتا بلکہ ایسی نسل کا باقی رکھنا مقصد ہے جو متقی ہو۔ اِسی لئے یہ دعا سکھائی کہ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔

حضور نے اِس موقع پر ایک نہایت لطیف نکتہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آنکھوں کی ٹھنڈک کے ذکر کے بعد وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا کے الفاظ میں حکمت یہ ہے کہ مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک دراصل تقویٰ دیکھنے میں ہے۔ دین کو سُدھرا ہؤا دیکھنے میں ہے۔ اِس مضمون کو سیّدنا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے دعائیہ رنگ میں یوں بیان فرمایا ہے۔ ؎

یہ ہوئیں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

فرمایا: تزوّج کا دوسرا مقصد جو قرآن کریم سے ثابت ہے وہ اعلیٰ رفاقت اور تسکینِ قلب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن اٰیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا وجعل بینکم مودّۃ ورحمۃ انّ فی ذٰلك لاٰیات لقوم یتفکّرون یعنی تمہارے اندر جو مودّت اور رحمت کا نظام رکھا گیا ہے اس کی تسکین کے لئے رفاقت کا نظام قائم کیا گیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واتقوا اللہ الذی تساءلون بہٖ والارحام کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس کے واسطے دے دے کر تم ایک دوسرے سے خیر چاہتے ہو... اور خصوصیّت کے ساتھ رحمی رشتوں کے بارے میں تقویٰ سے کام لو اور اسے فوقیّت دو۔

فرمایا: اِس آیت سے اور دیگر آیات سے بنیادی وجہ بیاہ شادی کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایک ایسا معاشرہ قائم ہو جس سے عائلی زندگی کو ایک نمایاں مقام حاصل ہو اور خاندان کی بنا پر سوسائٹی قائم کی جائے۔

فرمایا: اسلامی سوشل نظام جس کی رُوح اور فلسفہ خاندان کے نظام کو تقویت دینا ہے جس کی بنیاد ارحام پر ہے چنانچہ ازدواجی زندگی کے لئے جو دعا سکھائی وہ بھی رحمٰن خدا کے بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے سکھائی اور رحمی رشتوں کی اہمیّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بتلائی کہ آپ نے فرمایا رحم اور رحمٰن

ایک ہی مادہ سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں جو رحمی رشتوں کو کاٹتا ہے وہ رحمٰن سے تعلق کاٹ دیتا ہے۔

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی عائلی یا ازدواجی زندگی کی بنا یہ تین وجوہات ہیں اور جب ہم دُنیا کے حالات پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ ان کے سوا باقی ساری وجوہ کی بِنا پر شادیاں کی جاتی ہیں اور ان باتوں کو پسِ پُشت ڈالا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نقشہ کو اِس طرح دُنیا میں پایا تو یوں بیان فرمایا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ کہ عموماً لوگ شادیوں میں دین کو سب سے آخر پر کرتے ہیں اور اوّلیّت دیتے ہیں مال کو اور حسب نسب کو اور حُسن وجمال کو، تم دین کو اوّلیّت دو، دین کو غالب رکھو۔ اگر تم ایسا نہیں کروگے تو ناکام ونامراد ہوگے اور بدقسمت ہوگے۔

فرمایا: یہاں ایک لفظ دین میں وہ تینوں مضمون بیان فرما دیئے گئے ہیں جن کا پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں شادی کے جو محرکات بیان فرمائے ہیں وہ سارے کے سارے دین سے تعلق رکھنے والے ہیں فریقِ ثانی کا تقویٰ دیکھنا، ان کا خُلق دیکھنا، اچھا مزاج دیکھنا اور وہ تمام باتیں جو خُلق یا دین سے تعلق رکھنے والی ہیں ان کو اہمیّت دینا، یہ ہے قرآنی نظریہ کے مطابق وہ شادی جو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اِس دُنیا میں بھی کامیاب ہوتی ہے اور آخرت میں بھی جیسا کہ فرمایا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا کہ ان کا عارضی گھر یعنی یہ دُنیا بھی اچھی ہوتی ہے اور مرنے کے بعد مستقل رہائش گاہ بھی اچھی ان کی ہوتی ہے۔ فرمایا جب شادی کے مقاصد بگاڑ دیئے جائیں، جب نیّتیں بگڑ جائیں تو الاعمال بالنّیّات کے مطابق نتیجہ بھی بگڑ جاتا ہے۔ ہمارے معاشرہ میں کثرت کے ساتھ معاشی خرابیاں دکھائی دیتی ہیں اور مال کو حسب ونسب پر اوّلیّت دی جاتی ہے اِس لئے کہ عملاً ساری دُنیا میں مال کو ہی اوّلیّت دی جاتی ہے۔ بعض ماں باپ محض سوشل سٹیٹس اُونچا کرنے کے لئے لڑکی دیتے ہیں۔ پھر لڑکے ایسی لڑکیوں کی تلاش کرتے ہیں جن کے خاندان کو باہر سے دیکھا جائے تو بظاہر اُس میں بڑی چمک دمک نظر آئے۔ ایسی شادیاں بھی اکثر ناکام ہوتی ہیں۔ پھر زینت اور حُسن کو دیکھا جاتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ حُسن کے نتیجہ میں کچھ مودّت اور رحمت ضرور آجاتی ہے مگر اس کو دوام حاصل نہیں رہتا جبکہ سیرت ایک ایسی چیز ہے جو کبھی بھی اپنی کشش نہیں کھوتی۔ جتنا زیادہ آپ ایک صاحبِ سیرت انسان کے قریب ہوں اتنا ہی زیادہ اس سے محبّت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ وقت کے ساتھ اچھی سیرت حسین سے حسین تر ہوتی جاتی ہے۔ سیرت کے بارے میں فیض کا یہ شعر صادق آتا ہے ؎

جب بھی دیکھا ہے تجھے عالَم نَو دیکھا ہے
مرحلہ طے نہ ہوا تیری شناسائی کا

جبکہ حُسن میں یہ بات نہیں ہوتی۔ پھر وقت کے ساتھ ساتھ حُسن ڈھلتا ہے۔ مثلاً شادی کے بعد تو یہ قطعی اور یقینی امر ہوتا ہے۔

فرمایا: دین میں مذہب کے معنیٰ بھی ہیں اور کسی کے مزاج یا اس کی روش چال چلن یا سیرت کے معنی بھی شامل ہیں جن کو اوّلیّت دینے کی بہت اہمیّت ہے لیکن بدقسمتی سے لوگ اسے نظر انداز کرتے ہیں اور سب سے آخر پر سیرت کی تلاش کرتے ہیں۔

حضور نے مختلف بگڑے ہوئے مقاصدِ بیاہ و شادی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا بعض لوگ عورت کو نوکرانی کے طور پر گھر لاتے ہیں۔ ہمارے ہاں جہاں اقتصادی معیار کم ہے وہاں اس کا بڑا بھاری دخل ہے بعض مائیں جہاں جائنٹ فیملی سسٹم ہے وہاں اِس لئے بہولاتی ہیں کہ وہ خاوند کی ہی نہیں سارے گھر کے تمام افراد کی خدمت کریں گی۔

فرمایا: مرد جو بگڑے ہوئے مقاصد رکھتے ہیں ان میں عموماً حُسن کو فضیلت دی جاتی ہے اور اس کے بعد تہذیبی اقدار کو فضیلت دیتے ہیں۔ آجکل کی اصطلاح میں جسے وہ تہذیب کہتے ہیں اسلامی اصطلاح میں اُسے بدتہذیبی کہتے ہیں۔ ایک نئی تہذیب کی گردش میں مُبتلا ہو کر وہ شادی کرتے ہیں اور بالکل برعکس نتیجہ پیدا کرتے ہیں اُس مقصد سے جس کا ذکر قرآن کریم میں آتا ہے یعنی نیک اور پاک اولاد۔

جو میاں بیوی مغربی تہذیب کے حُسن کا شکار ہو جائیں انہیں اپنی اولاد کے تقاضے پورا کرنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ اولاد میں طبعاً یہ بات پائی جاتی ہے کہ ماں باپ کو جن راستوں پر چلتا دیکھتی ہے اُن میں اُن سے دو قدم آگے بڑھنے کی کوشش کرتی ہے بالخصوص نیکیوں کی بجائے بدی کا اثر جلد قبول کرتی ہے جس کے نتیجہ میں معاشرہ بگڑنے لگتا ہے۔ خاندانی نظام ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے اور مغربیّت کی طرح کا انفرادی نظام پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر کفو کا نہ ہونا بھی خرابی کی ایک بڑی وجہ ہے۔ کفو کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے گھریلو زندگی کو جنّت بنانے کے لئے دونوں فریق کی عادات کو متوازن کرنا چاہیئے۔ اسی طرح بہت سی شکایات جو میرے علم میں آتی ہیں اُن میں ایک بُنیادی وجہ قولِ سدید سے اِحتراز ہے۔ باہمی معاملات میں خوبیوں کا ذکر تو کر دیتے ہیں لیکن نتائج نہیں بتلائے جاتے۔ اِسی طرح صِلہ رحمی کے خلاف جو عموماً شکایات آتی ہیں قرآن کریم فرماتا ہے کہ رحمی رشتوں کو فروغ دیں اور ان کو آگے بڑھائیں لیکن مغربی دُنیا میں اس کے برعکس رُجحان ہے اور یہ رُجحان اتنا بڑھ جاتا ہے کہ بچّوں کا ماں باپ کے ساتھ تعلق نہیں رہتا۔ بعض لوگ

ترس جاتے ہیں اور خودکشیاں کر لیتے ہیں کہ خاندان والے انہیں بوجھ سمجھتے ہیں۔

قرآن کریم نے صلہ رحمی کو بنیاد بنایا ہے معاشرے کی، اور اِس بارے میں بہت زور دیا ہے اِس لئے جماعتِ احمدیہ کو صلہ رحمی پر بہت زور دینا چاہیئے۔ ہمارا معاشرہ جہاں جہاں قرآن کریم سے حدود پھلانگ کر باہر جا چکا ہے ان تمام امور میں انہیں قرآن کی پناہ میں واپس آنا پڑے گا۔

حضور نے فرمایا کہ یہ خیال غلط ہے کہ ہم اپنے گھروں میں آزاد ہیں جو چاہیں کریں۔ خاوند اپنی بیوی کے حقوق ادا نہیں کرتا تو وہ خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہے بیوی اگر خاوند کے حقوق ادا نہیں کرتی تو وہ بھی جوابدہ ہے۔ اِسی طرح باپ اگر اپنے بچوں کے حقوق ادا نہیں کرتا، ان پر سختی اور ظلم کرتا ہے کہ مَیں باپ ہوں جو چاہوں کروں یا جو بالکل انہیں آزاد چھوڑ دیتا ہے کہ جو چاہیں کریں وہ بھی جوابدہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے ہر ایک چرواہا ہے اور چرواہے کو مالک کو حساب دینا پڑتا ہے اسی طرح تم مالک نہیں ہو تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے دائرۂ کار میں جوابدہ ہے۔

فرمایا: معاشرہ کی اصلاح گھروں سے ہوگی اور گھروں کی اصلاح میں جوابدہی کے تصور کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیئے۔ اگر یہ مضمون ہمیشہ پیشِ نظر رہے کہ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا کہ ایک ایسی ذات ہے جو ہر شخص کے ساتھ ہر گھر میں ہے اور وہ نگران ہے اِس بات پر کہ جن مقاصد کے تحت شادی کا نظام جاری کیا گیا ہے انہیں پورا کر رہے ہو یا نہیں تو ساری صورتحال بدل جاتی ہے۔ پس جب تک خدا کو حاضر و ناظر جان کر ہم اپنے معاشرہ کی اصلاح نہیں کریں گے تو معاشرہ کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ موجودہ معاشرہ میں ایسی خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ ہماری جماعت کے مقام اور مرتبہ کے لحاظ سے ہم ہرگز ان کو برداشت نہیں کر سکتے۔ کسی قیمت پر ہم ان کو ساتھ لے کر آگے نہیں بڑھ سکتے۔

حضور نے بڑے زوردار الفاظ میں فرمایا: مَیں بھی تو جوابدہ ہوں اور آپ سب سے بڑھ کر اِس لحاظ سے جوابدہ ہوں کہ ایک خاندان کی ہی نہیں ساری جماعت کی ذمّہ داری خدا تعالیٰ نے میرے اُوپر ڈالی ہے اور تمام جماعت کے حالات کے بارہ میں مَیں پوچھا جاؤں گا۔ میرا فرض ہے اور مَیں لازماً جب تک خدا مجھے توفیق دے گا اِس فرض کو پُورا کرتا رہوں گا کہ ہمارا معاشرہ دن بدن پہلے سے بہتر حالات میں داخل ہوتا چلا جائے۔ حُسن ہی اس میں نہ پیدا ہو بلکہ ہر آن بڑھنے والا حُسن پیدا ہو تا کہ غیر جب اس معاشرے کو دیکھیں تو بے اختیار ان کے دل سے یہ آواز نکلے ؎

جب بھی دیکھا ہے تجھے عالَمِ نَو دیکھا ہے
مرحلہ طے نہ ہُوا تیری شناسائی کا

## خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ر فروری ۱۹۸۶ء

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ الطلاق کا مندرجہ ذیل حصہ تلاوت فرمایا:-

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝

بعدازاں حضور نے فرمایا کہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ تقویٰ کے موضوع پر ایک نظم لکھ رہے تھے جب آپ اس مصرع پر پہنچے کہ

ہر اک نیکی کی جڑھ یہ اِتّقا ہے

تو معًا الہام ہؤا ع

اگر یہ جڑھ رہی سب کچھ رہا ہے

فرمایا یہ ایک بہت ہی گہری حکمت کی بات ہے کہ تقویٰ کی جڑھ اگر رہے تو سب کچھ رہا ہے۔ قرآن کریم اِس مضمون کو یُوں بیان فرماتا ہے اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ کہ مومن کی زندگی کا پاکیزہ درخت کلمہ طیبہ ایسا ہوتا ہے کہ اس کی جڑھ زمین میں نہایت گہری پیوست ہوتی ہے اتنی گہری کہ اگر اس درخت کے وجود کی شاخیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں تب بھی وہ جڑھ نہیں ہلتی۔ مومن کی ساری رُوحانی زندگی تقویٰ کی جڑھ کے گہرا ہونے میں ہے۔ اس مضمون کا زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق ہے۔ صبح سے رات اور رات سے صبح تک کے لمحات میں یہ مضمون کسی نہ کسی رنگ میں جلوہ دکھا رہا ہوتا ہے یا ناکام ہو کر انسان پر کوئی داغ لگا رہا ہوتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ لین دین کے معاملات میں جھگڑے کی اصل وجہ تقویٰ کی جڑھ میں کمزوری ہے جب تک ہم جڑھ کی طرف توجہ نہ کریں اور گہرائی میں جاکر اس بیماری کو وہاں سے دُور نہ کریں اس وقت تک ہم حقیقت میں جماعت کے مالی امور میں اصلاح کی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کر سکتے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی درجہ بدرجہ جڑھ کی بیماریاں مختلف سطحوں پر پھیلی ہوئی ہیں اور سب سے بڑی بیماری خدا تعالیٰ سے اپنے مالی معاملات کو صاف نہ رکھنا ہے۔ جو شخص خدا سے معاملہ صاف نہیں کرتا وہ بندوں سے بھی معاملات صاف نہیں کر سکتا۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی خدا تعالیٰ سے مالی معاملات صاف نہ رکھتا ہو اور بندوں سے صاف رکھتا ہو۔ اس کے برعکس یہ ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ تقویٰ کے لحاظ سے

اتنے گھرے بیمار نہ ہوں کہ بندوں کے حق ماریں اور خدا کے بھی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ کبھی کبھی بندوں سے بد دیانتی کرنے اور ان کے حق مارنے میں کوئی حرج نہیں لیکن خدا کے ساتھ معاملات میں سیدھے ہوتے ہیں۔ یہ نیکی ہو سکتا ہے کہ انہیں بچالے وہ آگے بڑھیں اور بندوں سے بھی معاملات کو ٹھیک کرلیں۔

فرمایا: چندوں کے متعلق میں نے سپین میں عام اعلان کیا تھا کہ جو لوگ شرح کے مطابق چندہ ادا نہیں کر سکتے وہ مجھے لکھ کر بتادیں کہ ہماری شرح تو یہ بنتی ہے مگر ہم فلاں فلاں مجبوری کے باعث شرح کے مطابق ادا نہیں کر سکتے اور میرے نزدیک ایسے لوگ بری الذمّہ ہو جائیں گے۔ چندہ عام کا جہاں تک تعلق ہے میرا اعلان تھا کہ چونکہ مجھے اختیار ہے کہ حسبِ حالات اس کی شرح کم کر دوں اس لئے وہ کم کر سکتا ہوں لیکن جہاں تک وصیت کا تعلق ہے وصیت کی شرح خدا تعالیٰ کی رہنمائی میں حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے مقرر فرمائی ہے اس لئے اس میں مجھے قطعاً کوئی اختیار نہیں موصی اگر اپنے حالات کی وجہ سے با شرح ادا نہیں کر سکتا تو اس کے لئے آسان بات ہے کہ وصیت منسوخ کروالے اور اس میں کوئی گناہ نہیں لیکن جب تک کوئی موصی ہے اُسے قطعاً کوئی حق نہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آمد کچھ اَور ہو اور وصیت رکھتے ہوئے اس سے کم آمد ظاہر کرکے چندہ دے۔ وہ خدا سے اصل حقیقت کو کیسے چھپا سکتا ہے۔

ایسے چندے جن کی جڑھ میں بد دیانتی داخل ہو چکی ہو، بندے اور خدا کے معاملہ میں بگاڑ آگیا ہو وہ باقی سارے مال کی نیکی کو ضائع کر دیتے ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا ولٰکن ینالہ التقوٰی منکم قربانیوں کا مادی حصّہ خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچتا ہاں تقویٰ خدا کو پہنچتا ہے۔ اگر تھوڑا مال خدا کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے لیکن تقویٰ کے ساتھ ہے تو وہ بہتر ہے۔ تقویٰ کے پیمانے حسبِ توفیق اور حسبِ نیّت دیکھے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اَور کئی پہلو ہیں جن تک بندے کی نظر نہیں پہنچ سکتی کہ کس قدر محبّت شامل ہے پیش کرنے میں، عجز کے کتنے پہلو شامل ہیں، قربانی کے بعد کا طرزِ عمل کیا تھا۔ یہ ساری باتیں تقویٰ کے مختلف پہلو ہیں جو ہر نیکی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ کسی ایک پہلو سے بعض اَوقات کوئی کمزوری ہو جائے تو اس پہلو سے دشمن اندر داخل ہو جاتا ہے اور سارا مال لُوٹ کرلے جاتا ہے۔ بعض لوگ بعض دفعہ احسان جتا کر یا دُکھ کی بات کہہ کر طعن وتشنیع کے ذریعہ اپنی قربانی کو ضائع کر رہے ہوتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ بعض موصی ایسے بھی ہیں کہ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ خدا کو حق دیں۔ جہاں شک کا معاملہ دیکھتے ہیں وہاں خدا کے خانے میں زیادہ ڈالتے ہیں اور اپنے خانے میں کم۔ پھر بھی سوچتے ہیں کہ کہیں خدا کا مال اپنے مال میں نہ ملا لیا ہو۔ ایسے لوگ انکسار میں بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ یہی تقویٰ کی پہچان میں سے ایک پہچان ہے۔ ہر نیکی جو تقویٰ سے عاری ہو اس میں لازماً تکبّر داخل ہو جاتا ہے۔

اس کے برعکس بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جہاں شک کا پہلو ہو وہاں اپنے حق میں زیادہ ڈالتے ہیں۔ پھر

اس کے درمیان بہت سی شکلیں بنتی ہیں کہ کسی ایک قانون کے ذریعہ قطعی طور پر ان کو واضح کرنا ممکن نہیں۔

فرمایا: کہ اتنی نیکی کریں جتنی توفیق ہے۔ یہ بھی تقویٰ کا تقاضا ہے کہ اپنی حد سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو۔ وہ نیکی جو طاقت سے بڑھ کر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اس میں بعض اور بیماریاں داخل ہوتی ہیں۔ ایسے لوگ جن کے معاملات خدا کے ساتھ درست نہیں انہیں جماعتی نظام کیسے درست کر سکتا ہے۔ جماعت کو چاہیئے کہ اپنے معاملات خدا سے درست کرے کہ تمہارے معاملات خود بخود درست ہونے شروع ہو جائیں گے۔ ہر موصی اور غیر موصی کو اپنے معاملات میں صاف اور سیدھا چلنا چاہیئے۔ بعض اوقات بعض لوگوں کے لئے ان کا نفس بہانے رکھ لیتا ہے کہ فلاں وقت میں کے خطبہ میں بے شرح چندہ دینے کی اجازت تو دے دی تھی اور یہ جو شرط ہے کہ ہم لکھ کر اجازت مانگیں یہ زائد چیز ہے۔ عملاً تو اجازت مل گئی ہے۔ اور اس طرح وہ اپنے نفس کو دھوکا دے کر ایک غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط بات ہے کہ وہ زائد چیز ہے۔

بات یہ ہے کہ ایک شخص مثلاً سولہ ہزار میں سے ایک ہزار نہیں دے سکتا تو وہ اگر یہ بات میرے سامنے لائے گا تو جھجکے گا اور کوشش کرے گا کہ بجائے اس کے کہ اجازت لوں زور لگا کر شرح کے مطابق ادا کرتا رہوں۔ یہ حجاب اور یہ شرم جماعت کی مددگار ہے اور اس کی بھی مددگار ہے اس کو نیکی کی توفیق بخشتی ہے اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے مَیں نے یہ کہا تھا اور اس لئے بھی کہا تھا کہ جب کوئی شخص لکھتا ہے تو بعض دفعہ معلوم ہو جاتا ہے کہ بیچارہ بالکل مجبور ہے۔ بعض دفعہ ایسے درد سے اس کے لئے بے اختیار دعا نکلتی ہے اور بسا اوقات اللہ تعالیٰ اس طرح قبول فرماتا ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد ہی اُس شخص کی طرف سے خط آتا ہے کہ ہم نے اجازت تو لی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اتنا احسان فرما دیا ہے کہ اب مَیں باشرح دینے لگ گیا ہوں۔ تو یہ رُوحانی پہلو بھی ایسا تھا کہ اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے مَیں نے کہا تھا کہ اجازت لیں اور لکھ کر اجازت لیں۔ اس کے بعد جو لوگ چھپاتے ہیں وہ خدا کا جُرم کر رہے ہیں۔ میری نظر میں نہیں آتے تو نہ آئیں مگر اللہ کی نظر سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ فرمایا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ من یتّق اللّٰہ یجعل لہٗ مخرجًا جو شخص مشکلات میں مُبتلا ہے اس کے نکلنے کی راہ یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کرے اور جو اس پر توکل کرتا ہے وہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ انہیں ایسے ایسے طریق سے رزق عطا فرماتا ہے کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ کی ہر عطا ہی رزق ہے۔ روحانی رزق بھی اس میں شامل ہے اور جسمانی رزق بھی۔ ایسے لوگوں کی دُنیا ہی نہیں سنورتی بلکہ دین بھی سنورنے لگتا ہے۔

حضور نے احبابِ جماعت کو نصیحت فرمائی کہ وہ تقویٰ کی اس جڑھ پر نظر رکھیں اور یاد رکھیں کہ خدا جس جڑھ کی بات کرتا ہے وہ "ثابت" ہے جس پر تقویٰ کا عظیم الشان درخت کھڑا ہوتا ہے۔ اس درخت کی طرف دوڑو اور اس درخت کو حاصل کرو جس کی جڑیں گہری زمین میں پیوست ہیں شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں اور آسمان سے

رزق حاصل کرتی ہیں۔ تم سمجھتے تھے کہ رزق تمہاری طرف سے خدا کو جاتا ہے اور یہ سمجھ کر تم نے خدا کے رزق مارنے شروع کئے لیکن ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ اگر تمہارا تقوٰی درست ہو تو تمہیں معلوم ہو کہ زمین سے کچھ بھی نہیں آتا جو پھل بھی عطا ہوتا ہے وہ آسمان سے عطا ہوتا ہے اس میں سے کچھ امتحاناً تم سے مانگا جاتا ہے۔ تمہارے پاس اپنا تو کچھ بھی نہیں ہے اللہ ہے جو غنی ہے تم تو فقیر لوگ ہو۔

اِس مضمون کو سمجھ کر اگر آپ مالی قربانی میں آگے بڑھیں گے تو پھر آپ کی زندگی میں ایک انقلاب بپا ہو گا۔ آپ کی اولاد پر صحت مند اثر ہو گا۔ نسلاً بعد نسلٍ یہ نیکی آپ کی اولاد میں منتقل ہوتی چلی جائے گی۔ ایک فرحت اور اطمینان اور خوشی آپ کو نصیب ہو گی جو ویسے آپ حاصل کر ہی نہیں سکتے۔

# تحریکِ جدید ــــ دفترِ چہارم ــــ نئے وعدہ کنندگان

## مجالسِ انصاراللہ ساہیوال شہر کراچی ضلع اور ماڈل ٹاؤن لاہور کے ساتھ ساتھ مجلس دارالصدر شرقی ربوہ بھی سبقت لے گئی

## اِضلاع اوکاڑہ اور لاہور خوش کُن رفتار سے آگے بڑھ رہے ہیں

تحریکِ جدید کے دفترِ چہارم میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق مجالس انصاراللہ کی طرف سے چوّدہ ہزار مزید نئے وعدہ کنندگان شامل کرنے کا کام پاکستان کی ہر مجلس میں پوری تندہی سے جاری ہے۔ اِس وقت تک آمدہ رپورٹس کے مطابق مجالس ساہیوال شہر اور کراچی ضلع کے ساتھ ساتھ مجلس دارالصدر شرقی ربوہ بھی سبقت لے گئی ہے جس نے ۲۵۰ ٹارگٹ کے مقابل ۲۸۴ نئے وعدہ کنندگان بنائے ہیں۔ اضلاع اوکاڑہ اور لاہور بھی نہایت خوش کن رفتار سے آگے بڑھ رہے ہیں مجلس ماڈل ٹاؤن لاہور ۷۴۸ نئے وعدہ کنندگان بنا چکی ہے اور ابھی کام جاری ہے۔

احبابِ جماعت سے ان تمام مجالس کے کارکنان اور وعدہ کنندگان کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اخلاص، اموال اور زندگی میں برکت بخشے اور ان سب کی نسلوں تک کو اپنے بے شمار فضلوں سے نوازتا رہے۔

دیگر تمام مجالس بھی اپنی مساعی سے مرکز کو آگاہ کریں۔

(قائد تحریکِ جدید مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ)

# مطلّقہ کو نان و نفقہ دلانے سے متعلق بھارتی سپریم کورٹ کے فیصلہ پر تبصرہ

محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب

بھارت کی سپریم کورٹ نے مطلقہ مسلمہ کے خاوند کی طرف سے تاحیات یا نکاح ثانی نان و نفقہ دلانے کا جو فیصلہ کیا ہے اس کے بارہ میں بھارت کے عام مسلمانوں کا مؤقف درست اور تقاضاءِ وقت کے عین مطابق ہے۔ اُمّتِ مسلمہ کی چودہ سو سالہ شرعی اور فقہی تاریخ میں ایک بھی مثال ایسی نہیں ملتی کہ کسی ملک کے مسلم معاشرہ کے کسی فقیہ نے یہ ضروری قرار دیا ہو کہ مطلقہ بیوی کو طلاق دینے والا خاوند اُس کے نکاح ثانی تک یا زندگی بھر کے لئے نان و نفقہ دے۔ فقہائے اسلام کا یہ اتحاد درحقیقت نصوصِ شرعیہ پر مبنی ہے جن کا واضح مفہوم علمائے اُمّت کے اس مؤقف کی تائید کرتا ہے کیونکہ ان نصوص سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ خاوند پر نان و نفقہ کی ذمّہ داری رشتۂ ازدواج کے قیام تک ہے اور طلاق کی صورت میں ایّامِ عدّت کے اختتام تک۔ اس کے بعد دونوں اپنی اپنی جگہ آزاد اور بری الذمّہ ہیں نہ مرد پر عورت کے لئے کوئی ذمّہ داری ہے اور نہ عورت پر کوئی قدغن۔ عقلاً بھی یہی درست ہے کہ " الخراجُ بِالضمان[1]" اور " اَلْغُنْمُ بِالْغُرْمِ[2]" کے اصول

---

[1] عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَان
(ابوداؤد کتاب البیوع باب فیمن اشتری عبدًا فاستعملہ الخ)

[2] عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُغْلَقُ الرَّھْنُ مِنْ صَاحِبِہِ الَّذِیْ رَھَنَہٗ لَہٗ غُنْمُہٗ وَعَلَیْہِ غُرْمُہٗ۔ (نیل الاوطار باب الرھن جلد پنجم ص۲۳۵)

کے تحت مرد عورت کی باہمی ذمہ داری تضامن اور آپس کے معاملات پر مبنی ہوتی ہے۔ عورت خاوند کے پاس رہنے اور مرد کے معاشرتی مفاد کے لئے اُلفت اور محبت کے جذبہ کے تحت اپنے آپ کو وقف رکھنے کے عوض نان و نفقہ اور تعلق محبت و مودت کی حقدار ہے جب یہ معاہدہ ختم ہو گیا اور عورت اس قسم کی ذمہ داری سے آزاد ہو گئی تو مرد کو بھی اپنی سابقہ ذمہ داری سے آزاد ہو جانا چاہیئے اور اُس پر کسی قسم کے نان و نفقہ کی ذمہ داری نہیں ہونی چاہیئے یہ ایک عام اصول ہے اور اس کی عمومیت کو سبھی تسلیم کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ عدالت کے فیصلہ میں بھی مطلقہ کو نان و نفقہ دلانے کے اصول کو علی الاطلاق تسلیم نہیں کیا گیا بلکہ اس صورت میں لازمی قرار دیا گیا ہے جبکہ عورت بے سہارا اور ضروریاتِ زندگی کے حصول میں مشکلات سے دوچار ہو لیکن ایسی صورت میں بھی یہ ضروری نہیں کہ خاوند پر ہی اُس کے احتیاج کو دُور کرنے کی ذمہ داری ڈالی جائے۔ اس کی ذمہ دار اس کی اولاد بھی ہو سکتی ہے اور اس کے لئے دوسرے ذرائع بھی سوچے جا سکتے ہیں۔ بہر حال عدالت کے اس فیصلہ کے بارہ میں بھارت کے عام مسلمانوں نے جس ردِ عمل کا اظہار کیا ہے وہ اس میں بالکل حق بجانب ہیں اور بجا طور پر یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ مسلم پرسنل لاء میں اِس قسم کی دخل اندازی بڑے خطرناک اور دُور رَس نتائج کی حامل ہو سکتی ہے اور یکساں سول کوڈ کے نفاذ کے راستہ کو ہموار کرنے کے مترادف ہے جس کے بعد مسلم معاشرہ کی شیرازہ بندی بکھر کر رہ جائے گی۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ہر معاشرہ کے اپنے مسائل اور اپنی مشکلات ہوتی ہیں لیکن جب ایک معاشرہ مستحکم ہو اور اس کی قیادت فعّال اور بیدار ہو اس میں اتحاد، یکسوئی اور یکجہتی نمایاں ہو اور وہ اپنے مسائل کو علیٰ وجہ البصیرت حل کرنے کی اہلیت رکھتی ہو تو کوئی دوسرا اس میں دخل اندازی کی جرأت نہیں کر سکتا لیکن جب معاشرہ کسی جہت سے کمزور اور بیمار ہو جائے تو دوسرے طاقتور معاشرے سے مصلح اور خیر خواہ بن کر کمزور معاشرہ کو اور زیادہ کمزور کرنے کے جتن کرنے لگتے ہیں اور اُن کے مسائل اور اُن کی مشکلات کو بھیانک شکل دے کر تخریب کی راہیں اختیار کرنے لگتے ہیں۔ اس قسم کے شر سے بچنے کی ایک ہی راہ ہے کہ مسلم معاشرہ اپنی کمزوریوں کا خود جائزہ لے کر کوتاہیوں کا تدارک کرے، اتحاد اور اتفاق کی راہوں کو اختیار کیا جائے اور باہمی اختلافات کو حد سے نہ بڑھنے دیا جائے نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے مسائل اور اپنی مشکلات کو لاپرواہی سے نظر انداز نہ کیا جائے بلکہ اُن کے حل کی کوشش کی جائے اسی صورت میں مخالف حالات کا بآسانی اور بڑی کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا جا سکے گا۔

زیرِ بحث مسئلہ پر غور و فکر کے تسلسل میں معاشرہ کی خانگی خرابیوں کا اگر جائزہ لیا جائے تو بہت سی کوتاہیاں سامنے آئیں گی جن کا تدارک خود مسلم معاشرہ کی ذمہ داری ہے مثلاً طلاق کا مسئلہ ہے اس میں

شک نہیں کہ اسلام نے مرد کو طلاق کا اختیار دیا ہے لیکن اس اقدام کے لئے شریعت نے جو شرائط اور ہدایات دی ہیں انہیں سراسر نظر انداز کر دیا جاتا ہے اب جو لوگ اس قسم کی کوتاہی کے مرتکب ہوتے ہیں اور ایک اختیار سے ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں ان کو اس ظلم سے باز رکھنے کے لئے کیا کوئی کوشش نہیں ہونی چاہیئے۔ ذرہ ذرہ سی رنجش پر طلاق مغلظہ تک دے دی جاتی ہے اور اس جلد بازی کی وجہ سے گھر اور خاندان کا سکون غارت ہو جاتا ہے لیکن اس غارت گر سے کوئی باز پُرس نہیں ہوتی آخر طلاق کو جو "اَبْغَضُ الْحَلَالِ"[1] ہے اتنا آسان اور کھیل کیسے سمجھ لیا گیا اس سے تو گھر کی جڑیں تک اُکھڑ جاتی ہیں۔

اسلام نے جہاں بعض شرائط کے ساتھ مرد کو طلاق کا اختیار دیا ہے وہاں اس کے بالمقابل عورت کو خلع کا حق دیا ہے لیکن بعد کے فقہاء نے اس حق کے حصول کو جس قدر مشکل اور ناممکن العمل بنا دیا ہے آخر اس کا کیا جواز ہے کیا یہ عورت پر زیادتی نہیں۔ اسلام نے عورت کی علیحدگی کے حق کے لئے جو سادہ اور آسان راہ تجویز کی ہے اُسے چھوڑ کر تفویض طلاق کی حیلہ سازی کا آخر کونسا جواز ہے۔

حضرت امام مالکؒ تو عورت کو خلع کا حق دلانے کے اس قدر حامی ہیں کہ انہوں نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ خاوند اس لئے عورت کو تنگ کرتا ہے اور اُس پر سختی کرتا ہے کہ اس طرح عورت مجبور ہو کر خلع کا مطالبہ کرے اور وہ مہر کی ادائیگی سے بچ جائے تو قضاء عورت کے مطالبہ کے مطابق خلع بھی منظور کرے گی اور خاوند سے اُسے مہر بھی دلائے گی۔ روایت کے الفاظ یوں ہیں:

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُفْتَدِيَةِ الَّتِي تَفْتَدِي مِنْ زَوْجِهَا أَنَّهُ إِذَا عَلِمَ أَنَّ زَوْجَهَا أَضَرَّ بِهَا وَضَيَّقَ عَلَيْهَا وَعَلِمَ أَنَّهُ ظَالِمٌ لَهَا مَضَى الطَّلَاقُ وَرَدَّ عَلَيْهَا مَالَهَا۔ (موطا امام مالك كتاب الطلاق باب ماجاء فى الخلع)

پس اگر کوئی شخص ناجائز ذرائع سے ایک مفاد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی ایک سزا یہ ہے کہ اُسے اس مفاد سے محروم کر دیا جائے حالانکہ اصل قاعدہ یہ ہے کہ خلع کی صورت میں عورت کو مہر سے دستبردار ہونا پڑے گا۔

بعض حکمتوں کے تحت تعدد ازدواج کی اجازت دی گئی ہے لیکن اس اجازت کے ساتھ جو شرائط وابستہ ہیں ان کو جو لوگ بڑی بے دردی کے ساتھ نظر انداز کر دیتے ہیں اور اس اجازت سے سراسر ناجائز

---

[1] عن عبد الله بن عمرؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللهِ الطَّلَاقُ۔ (ابن ماجه ابواب الطلاق جلد اوّل)

فائدہ اُٹھاتے ہیں اُن کے ظلم کا تدارک کیا مسلم معاشرہ کی ذمہ داری نہیں ؟

شریعت کی یہ واضح ہدایت ہے کہ طلاق دیتے وقت احسان اور شرافت کے جذبہ اور مناسب مالی امداد کے ساتھ عورت کو اس کے سارے واجب حقوق دے کر رخصت کیا جائے لیکن جو لوگ نہ صرف اس ہدایت کو نظر انداز کرتے ہیں بلکہ عورت کو ذلیل وخوار کرکے اور ظلم کی راہ سے دُکھ دے کر اور مار پیٹ کر گھر سے نکال دیتے ہیں اُن کے اس ظلم کے تدارک کی سبیل سوچنا مسلم معاشرہ کا کیوں فریضہ نہیں۔ قرآن کریم تو کہتا ہے :

لَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ　(الطلاق آیت ۷)

تم مطلقہ عورت کو ضرر اور دُکھ نہ پہنچاؤ اور اُن کو تنگ کرنے اور اُن کی زندگی اجیرن بنانے کی راہ اختیار نہ کرو۔

کیا اِس قرآنی ہدایت کے یہ معنی ہیں کہ عدت کے اندر تو اُن کو دُکھ نہ دو اور تنگ نہ کرو لیکن عدّت کے بعد جو دُکھ چاہو دو اور جس طرح تنگ کرنا چاہو کرو۔ یہ معنی تو قرآن کریم کے منشاء کے بالکل خلاف ہیں کیونکہ اس ہدایت کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ طلاق اور علیحدگی کی صورت میں بھی ایسا طرزِ عمل اختیار کرو کہ عورت دُکھ اور تنگی کے حالات میں زندگی بسر کرنے سے بچ جائے۔ پس جو لوگ اِس ہدایت کو نظر انداز کرتے ہیں اور صریح ظلم کے مرتکب ہوتے ہیں اُن پر مسلم معاشرہ کی طرف سے گرفت ضروری ہے۔

اِس میں شک نہیں کہ اس قسم کی زیادتی اور ظلم کے واقعات مسلم معاشرہ میں نسبتاً بہت کم ہوتے ہیں۔ لاکھوں مسلم گھرانے بلکہ اُن کی اکثریت راضی خوشی محبت و اُنس کے ساتھ خوشحالی کی زندگی بسر کرتے ہیں اور اختلافِ طبائع کے اثرات کو حد کے اندر رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور بہت تھوڑے ہیں جہاں ظلم کو روا رکھا جاتا ہے لیکن ظلم بہرحال ظلم ہے خواہ اس کی ایک ہی مثال کیوں نہ ملتی ہو کیونکہ منصفانہ معاشرہ کا فرض ہے کہ وہ ایک ظلم بھی نہ ہونے دے اور رفاہی معاشرہ کے قیام اور عدل و انصاف کے استحکام کے لئے اپنی نظرِ بصیرت وا رکھے اور اس کی طرف سے آنکھیں بند نہ کرلے۔

ہر قانون میں کچھ مُستثنیات ہوتی ہیں یا اُس میں مُستثنیات کا امکان ہوتا ہے جو وقت یا حالات کے تقاضا کے مطابق سامنے آتا رہتا ہے ان مُستثنیات کا جائزہ لینا اور اُن کے حل کے لئے کوشش کرنا اور مناسب راہیں سوچنا ہر بیدار معاشرہ کا اپنا فرض ہے۔

اِس قِسم کی مُستثنیات کی متعدد مثالیں شریعتِ اسلامیہ کی تاریخ میں ملتی ہیں عمومی بھی اور خصوصی بھی۔ کہیں رعایت اور درگذر سے کام لیا گیا ہے اور کہیں گرفت کی گئی ہے۔ ایک زندہ معاشرہ کی یہی علامت ہے کہ اُس کے ہاں مشکلات کا حل سوچا جاتا ہے اور کسی قانون کو معاشرہ کی تباہی یا اس کی ترقی میں روک نہیں بننے

دیا جاتا کیونکہ قانون کا منشاء معاشرہ کا استحکام ہے نہ کہ اس کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بننا۔

نماز کے اوقات مقرر ہیں لیکن جن علاقوں میں اوقات کی معروف علامتیں واضح طور پر نہیں ملتیں وہاں اندازہ سے نماز کے اوقات مقرر کرنے کی اجازت ہے تاکہ معاشرہ تنگی سے دوچار نہ ہو۔ یہ استدلال درج ذیل حدیث سے کیا جاتا ہے:۔

"قُلنا یا رسول اللہ وما لبثہ فی الارض قال اربعون یومًا۔ یوم کسنةٍ ویوم کشھرٍ ویوم کجمعة وسائر ایامہ کایامکم۔ قُلنا یا رسول اللہ فذٰلک الیوم الذی کسنةٍ اتکفینا فیہ صلاة یومٍ قال لا اُقدُروالہٗ قدرةً۔"

(صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہٗ ومامعہٗ)

اسی طرح اگر کوئی مجرم زنا کا اقرار کرتا ہے تو اس کے لئے سزا مقرر ہے لیکن ایک شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سزا نہ دی۔ حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عن انسؓ قال کنتُ عند النّبی صلی اللہ علیہ وسلّم فجاءہٗ رجلٌ فقال یا رسول اللہ انی اصبت حدًّا فاقمہ علیّ ولم یسالہ قال وحضرت الصّلوٰة فصلّی مع النّبی صلی اللہ علیہ وسلّم فلمّا قضی النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم قامَ الیہ الرّجل فقال یا رسول اللہ انّی اصبت حدًّا فاقم فی کتاب اللہ قال الیس قد صلّیت معنا قال نعم قال فانّ اللہ قد غفرلک ذنبک وحدّک۔

(نیل الاوطار کتاب الحدود جلد ۷ باب من اقرّ بحدٍّ ولم یسمہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مجھ پر حد واجب ہوگئی ہے آپؐ مجھ پر حد قائم کریں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا۔ اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا اُس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب حضورؐ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ شخص پھر اُٹھا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مجھ پر حد واجب ہوچکی ہے پس آپؐ قرآن کریم کے مطابق مجھے سزا دیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ اس نے عرض کیا جی! حضور پڑھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا جاؤ خدا تعالیٰ نے تمہارے جُرم اور گناہ کو بخش دیا ہے۔

نماز کے لئے وضوء یا تیمم ضروری ہے لیکن جس کے ہاتھ کسی وجہ سے کٹ گئے ہوں اُس کے لئے نہ وضوء ہے نہ تیمم وہ اس کے بغیر نماز پڑھ سکتا ہے۔

فقہاء اصول ہرجانہ کو تسلیم نہیں کرتے مثلاً اگر کوئی شخص کسی کا روپیہ دبالے اور عرصہ تک اپنے پاس رکھے

اور روپیہ کا مالک دعوٰی کرے کہ اس نے اتنا عرصہ اس کا روپیہ دبائے رکھا ہے اگر وہ روپیہ اس کے پاس رہتا تو وہ اس سے اتنا نفع کما سکتا تھا اِس لئے اس کا یہ نقصان پُورا کرایا جائے تو فقہاء کے نزدیک یہ مطالبہ تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ اِسی طرح مثلاً کسی نے کسی کے چلتے کارخانہ پر ناجائز قبضہ کر لیا اور اُسے بند رکھا مالک یہ مطالبہ نہیں کر سکتا کہ اُس کا اِتنا منافع متوقع تھا وہ دلایا جائے۔ یہی حال دوسرے متوقع منافع کے بطور ہرجانہ دلائے جانے کا ہے لیکن اگر کہیں صریح ظلم ہوا ور زیادتی نمایاں ہو تو فقہاء کے اس اتفاق کے باوجود استثناء کی گنجائش بعید از اِنصاف نہیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت فضلِ عمر نے ایک ایسے ہی CASE میں صدر انجمن احمدیہ سے ہرجانہ دلائے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔

"مولوی عبد اللطیف صاحب ٹھیکیدار نے حضور کی خدمت میں شکایت کی کہ فضلِ عمر ہوسٹل کے ذمہ خاکسار کی ایک رقم انیس صد روپے ۱۹۴۷ء سے واجب الادا چلی آتی ہے تاحال ادا نہیں ہوئی۔
اس پر حضور نے فرمایا: "قضا فیصلہ کرے اگر ان کا مطالبہ درست ثابت ہو تو دس فیصدی سالانہ ہرجانہ دلوایا جائے"۔　　(فائل ارشاد حضور۔ دار القضاء ربوہ ص ۶،۵)

حضرت فضلِ عمر فرماتے ہیں:-

"ہرجانے کے متعلق میرا یہ فیصلہ ہے کہ وہ شرعاً درست ہے۔ اگر باوجود تاکید کے لوگ معاملات میں زیادہ صفائی اور قرض دینے والے کے فوائد کا خیال نہ رکھیں تو اس صورت میں قاضیوں کو ہرجانہ مقرر کرنے سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے تاکہ جماعت کے معاملات میں اِصلاح ہو اور وہ مومنانہ فرائض زیرِ نظر رکھا کریں"۔

(رجسٹر قضائی فیصلہ جات حضرت فضلِ عمر ص ۵ دار القضاء ربوہ)

صحیح مسلم کی صریح حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں اگر کوئی شخص غلطی سے اکٹھی تین طلاقیں دے دیتا تو اُسے ایک طلاق کے حکم میں سمجھا جاتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت کے دو سال تک مسئلہ کی یہی صورت رہی لیکن بعد میں آپ نے بعض خرابیوں کی بناء پر اِس طرح دی ہوئی تین طلاقوں کو تین ہی قرار دے دیا۔ آپ کا یہ حکم اُس زمانہ کے کسی معاشرتی فساد کی روک تھام کے لئے تھا لیکن بعد میں مسلمانوں نے اسے دائمی اور حتمی فیصلہ سمجھ لیا۔

روایت کا متن درج ذیل ہے:-

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ کَانَ الطَّلَاقُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍؓ وَسَنَتَیْنِ مِنْ خِلَافَۃِ عُمَرَؓ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَۃٌ فَقَالَ

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوْا فِیْ اَمْرٍ قَدْ كَانَتْ لَهُمْ فِيْهِ اَنَاةٌ فَلَوْ اَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ فَاَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ "

(صحیح مسلم کتاب الطلاق باب طلاق الثلاث)

اسی طرح حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں ایک شخص نے ایک عورت سے اُس کی عدت کے اندر نکاح کر لیا آپ نے بطور سزا اُن میں تفریق کرا دی اور فرمایا وہ آئندہ کبھی آپس میں نکاح نہیں کر سکتے۔

" دُفِعَ اِلٰی عُمَرَؓ اِمْرَأَةٌ تَزَوَّجَتْ فِی الْعِدَّةِ فَضَرَبَهَا وَضَرَبَ زَوْجَهَا بِالْمِخْفَقَةِ ضَرَبَاتٍ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ اَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ فِیْ عِدَّتِهَا فَاِنْ كَانَ زَوْجُهَا لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَاعْتَدَّتْ بَقِيَّةَ عِدَّتِهَا مِنَ الْاَوَّلِ ثُمَّ كَانَ الْاٰخر خاطبًا من الخطاب وَاِنْ كَانَ دَخَلَ بِهَا فَرَّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ اعْتَدَّتْ بَقِيَّةَ عِدَّتِهَا مِنَ الْاَوَّلِ ثُمَّ اعتدت من الاٰخر ثُمَّ لَا يَجْتَمِعَانِ اَبَدًا "

(موطا امام مالک کتاب النکاح باب مالا یجوز من النکاح)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص نصر بن حجاج کا سر منڈوایا اور مدینہ سے جلا وطن کر دیا۔

وحلق عمرؓ رأس نصر بن حجاج ونفاه من المدينة

(الطرق الحکمیة فصل مسلك اصحاب ص۱۶)

واقعہ یُوں ہے کہ حضرت عمرؓ نے رات کو گشت کے وقت ایک عورت کو یہ شعر پڑھتے سُنا ؎

" اَلَا سَبِيْلَ اِلٰی خَمْرٍ فَاَشْرَبَه　٭　اَمْ لَا سَبِيْلَ اِلٰی نصر بن حجاج

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ نصر بن حجاج نہایت خوبصورت آدمی ہے جس کو عورتیں حسرت و آرزو کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ آپؓ نے بُلا کر اس کے سر کے بال منڈوا دیئے تا کہ خوبصورتی کچھ کم ہو جائے لیکن اس کے بعد وہ ظالم اَور زیادہ خوبصورت نظر آنے لگا بالآخر آپ نے اس کو جلا وطن کر دیا۔"

(ازالة الخفاء مقصد دوم گشت حضرت عمرؓ)

یہ شخص شہر میں بَن ٹھن کر پھرنے کا عادی تھا جس کی بناء پر حضرت عمرؓ نے اُسے شہر سے نکل جانے کا حُکم دیا۔ اُس نے عرض کیا میرا قصور کیا ہے؟ آپؓ نے فرمایا مَیں شہر کے نسوانی معاشرہ کے کسی فرد کو کسی ابتلاء سے دوچار دیکھنا پسند نہیں کرتا۔

ایک صحابیؓ نے دوسرے صحابیؓ کے خلاف حضرت عمرؓ کے پاس شکایت کی کہ وہ باوجود گنجائش کے اس کے کھیت تک چشمہ کا پانی نہیں پہنچنے دیتا۔ آپؓ نے اُسے ہدایت فرمائی جب تمہارا کھیت سیراب ہو جائے تو پانی اس دوسرے

بھائی کے کھیت تک آنے دو۔ اُس نے کہا کہ پانی میرا ہے میں ایسا نہیں کروں گا۔ آپ نے شکایت کرنے والے سے کہا تم اس کے کھیت کے درمیان سے نالی نکال کر اپنے کھیت کو پانی دے سکتے ہو اگر یہ مزاحمت کرے تو اس کے پیٹ پر سے نالی گذاری جائے گی۔ روایت کے الفاظ یوں ہیں :۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا كَانَ بَيْنَه وَبَيْنَ الْمَاءِ اَرْض لرجلٍ فابى صاحبها ان يدعه يرسل الماء فِى ارضه قَالَ فَقَالَ لَهٗ عمر بن الخطابؓ لولم اجد للماء مسيلًا الاعلٰى بطنك لَاَجْرَيْتُه ۔

(كتاب الخراج ليحيى بن أدم القرشى صلا )

حضرت عمرؓ نے سوادِ عراق کی زمینوں کو فاتحین میں تقسیم کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ یہ زمینیں حکومت کی ملکیت اور بیت المال کی آمدن کا ذریعہ ہوں گی تاکہ وسیع حکومت کا کاروبار چلایا جا سکے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایسی مفتوحہ زمینیں مجاہدین میں تقسیم کر دی جاتی تھیں۔ یہ تبدیلی مملکت کی اقتصادی اور سیاسی مصالح کی بناء پر کی گئی تھی۔ روایت کا متن یہ ہے :۔

قال ابو يوسفؒ فلما افتتح السواد شاور عمرؓ الناس فيه فرأى عامتهم ان يقسمه وكان بلال بن رباحؓ من اشدّهم فى ذٰلك وكان رأى عبد الرحمٰن بن عوف ان يقسمه وكان رأى عثمانؓ وعلىؓ وطلحة رأى عمرؓ وكان رأى عمرؓ ان يتركه ولا يقسمه حتّٰى قال عند الحاجهم عليه فى قسمةٍ اللّٰهمّ اكفنى بلالًا واصحابه فمكثوا بذٰلك ايّامًا حتّٰى قال عمرؓ لهم و اموالهم يبتغون فضلًا من الله ورضوانا ضلّا عليهم حتّٰى بلغ اِلٰى قوله تعالٰى والّذين جاء وا من بعدهم قال فكيف اقسمه لكم وادع من يأتى بغير قسم فاجمع على تركه ۔

(كتاب الخراج للامام ابى يوسفؒ فصل ما عمل به فى السواد)

حضرت عمرؓ نے مدینہ میں ایک عیسائی کو گلیوں میں مانگتے دیکھا آپ نے پوچھا وہ ایسا کیوں کرتا ہے۔ اُس نے عرض کیا جب جوان تھا اور کماتا تھا تو اپنا گذارہ بھی کرتا اور حکومت کے واجبات بھی ادا کرتا تھا اب بوڑھا ہو گیا ہوں کما نہیں سکتا مانگوں نہیں تو اور کیا کروں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم یہ انصاف نہیں کہ ہم اس کی جوانی کو کھائیں اور بڑھاپے میں اُسے بے سہارا چھوڑ دیں چنانچہ آپ نے اُسے اپنے ساتھ لیا گھر لے جا کر کھانا کھلایا، کپڑے دیئے اور پھر بیت المال کے افسر کو حکم دیا کہ اس کا اور اس قسم کے دوسرے محتاجین کا جو مملکت کے کسی حصہ میں رہتے ہیں بیت المال سے وظیفہ مقرر کیا جائے۔ اِس روایت کا متن حاشیہ میں

درج ہے۔[1]

معاشرہ کی اقتصادی ترقی کے لئے وافر سرمایہ کا حصول ضروری ہے سرمایہ کے بغیر نہ وسیع پیمانہ پر تجارت فروغ پا سکتی ہے اور نہ صنعت ترقی کر سکتی ہے اور نہ علوم و فنون کے حصول کا سامان ہو سکتا ہے۔ غیر مسلم معاشرہ کے لئے سرمایہ کا حصول آسان ہے کیونکہ وہ سُودی لین دین میں حرج نہیں سمجھتا لیکن مسلمانوں کے لئے یہ صورت ممکن نہیں اس لئے اس انتہائی مشکل صورتِ حال کا کوئی معقول مقبول اور سہل العمل حل انتہائی ضروری ہے ورنہ اقتصادی تباہی اُن کے دروازہ پر دستک دے گی اور انہیں کہیں کا نہیں چھوڑے گی۔

مالک اور نوکر کا آپس میں معاہدہ ہوتا ہے۔ نوکر کام کرے گا اور مالک اس کو اس کی اُجرت دے گا۔ کام کے دَوران اگر نوکر معذور ہو جائے مثلاً کام کرتے کرتے اس کے ہاتھ کٹ جائیں تو ایک مُسلم معاشرہ کی طرف سے مالک کو یہ حکم دیا جا سکتا ہے کہ اس معذور نوکر کے تاحیات گذارہ کی ذمہ داری قبول کرے۔ اِسی اصول کی بناء پر کارخانوں میں اس قسم کی باہمی ذمہ داری کے لئے قانون بنائے جاتے ہیں اور معذوری کی پنشن دی جاتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص جائیداد چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کو ملے گی لیکن اگر کوئی مفلس مر جائے اور قرض چھوڑ جائے اور ترکہ اُس قرض کی ادائیگی سے قاصر ہو تو یہ قرض میں ادا کروں گا۔[2] یعنی اسلامی حکومت

---

[1] "عن ابی بکرٍ قال مرّ عمر بن الخطابؓ بباب قومٍ وعلیہ مسائل یسأل شیخ کبیرٌ ضریر البصر فضرب عضدہ من خلفہ وقال من ای اھل الکتاب انت فقال یھودی۔ قال فما الجاك الی ما اری قال اسأل الجزیۃ والحاجۃ والسن قال فأخذ عمر بیدہ وذھب بہ الی منزلہ فرضخ لہٗ بشئٍ من المنزل ثُمّ ارسل الی خازن بیت المال فقال انظر ھٰذا وضرباہ فواللہ ما انصفناہ ان اکلنا شبیۃ ثم نخذلہ عند الھرم انما الصدقات للفقراء والمساکین والفقراء ھم المسلمون وھٰذا من المساکین من اھل الکتاب ووضع عنہ الجزیۃ"۔
(کتاب الخراج للامام ابی یوسفؒ فصل فیمن تجب علیہ الخراج ص۷۲)

[2] "لما فتح اللہ علیہ الفتوح قام فقال انا اولی بالمؤمنین من انفسھم فمن تو من المؤمنین وترک دیناً فعلیّ قضاءہ ومن ترک مالاً فھو لورثتہٖ"۔
(ترمذی ابواب الجنائز باب فی المدیون جلد اوّل)

اس کی ادائیگی کی ذمہ دار ہوگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے یہ معنی ہیں کہ ایک رفاہی مملکت کے اصول اقتصاد کا یہ ایک لازمی حصّہ ہے کہ معاشرہ کی بنیادی ضروریات کی ذمّہ دار مملکت ہو۔

مذکورہ بالا مثالوں کی روشنی میں اس زیرِ بحث صورتِ حال کا جائزہ لیا جاسکتا ہے کہ اگر ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ایک لمبے عرصہ تک عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتا ہے اُس کی جوانی کھا جاتا ہے پھر جب وہ اپنا سب کچھ کھو بیٹھتی ہے تو اُسے دھتکار کر اور بے سہارا چھوڑ کر دوسری بیوی سے رنگ رلیوں میں مدہوش ہوجاتا ہے۔ مسلم معاشرہ کا فرض ہونا چاہیئے کہ اس صورتِ حال کے تدارک کی کوشش کرے۔

بہرحال اگر مسلم معاشرہ اپنے استحکام کا خواہاں ہے اور اس کی قیادت فعّال اور بیدار ہے اور وہ یہ نہیں چاہتا کہ اُس کے مسائل اور اس کی مشکلات میں کوئی دوسرا شخص دخل دے اور اس کی شیرازہ بندی کے بکھیرنے کا سوچے تو اُسے صحیح معنوں میں اپنے آپ کو مستحکم بنانا ہوگا۔ اپنے مسائل سمجھنے ہوں گے اور اُن کے تدارک کی کوئی منصفانہ راہ تلاش کرنی ہوگی ورنہ جیسا کہ ہو رہا ہے آئے دن اس قسم کی دخل اندازیوں کا اُسے ہمیشہ سامنا رہے گا اور آج نہیں تو کل دوسرے عناصر ایسا کرنے کی لازماً کوشش کریں گے۔ وَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔

## وقفِ جدید — وقت کی اہم ضرورت

زعماء کرام درج ذیل امور مدِّ نظر رکھیں:۔

- وعدہ جات کی وصولی تدریجی بجٹ کے مطابق ہوتی رہے اور ہر ممبر انصاراللہ ضرور اس تحریک میں شامل ہو۔
- معلّمین وقفِ جدید کے لئے وقفِ زندگی کی مؤثر تحریک کریں۔ ہر ضلع سے کم از کم دو انصار معلمین وقفِ جدید کے لئے اپنے نام پیش کریں۔ ناظم صاحب ضلع اپنی رپورٹ میں اس ضمن میں مساعی کا تذکرہ کریں۔
- سندھ کے زمیندار خصوصاً اور باقی علاقوں کے صاحبِ حیثیت احباب عموماً وقفِ عارضی کے لئے نام پیش کریں تا سندھ کے پسماندہ علاقوں میں وہ تشریف لے جائیں اور اپنے حُسنِ سلوک سے وہاں کے باشندوں کو احمدیت کے قریب لانے کی کوشش کریں۔ زعماء کرام ایسے دوستوں کی فہرست مرکز میں بھجوائیں جو وقفِ عارضی کرنا چاہتے ہوں۔

(قائد وقفِ جدید مجلس انصاراللہ مرکزیہ)

# شذرات

## گر نہ بیند بروز شپّرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

۱۔ ایک پیشگوئی ۔ حمود بن عبداللہ التویجری لکھتے ہیں :۔ " رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے بہتر فرقے ہوئے اور میری اُمّت کے تہتّر فرقے ہوں گے اور سوائے ایک فرقہ کے باقی سب ناری ہوں گے۔ جب استفسار کیا گیا کہ وہ کونسا فرقہ ہے؟ تو تین طرح سے جواب عنایت فرمایا

(۱) " الجماعة " ( رواہ ابن ماجہ ) (۲) " السّواد الاعظم " ( رواہ الطبرانی )

(۲) " ما أنا علیہ وأصحابی " ( رواہ الترمذی )

..... فرقہ ناجیہ کی صفات مندرجہ بالا احادیث سے تین ثابت ہوتی ہیں ۔ پہلی صفت " الجماعة " ہے دوسری صفت " السّواد الاعظم " ہے اور تیسری صفت " من کان علی مثل ما کان علیہ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین " ہے اور یہی صفت پہلی دُو صفات کا بھی مقصود ہے کہ اہلِ حق موصوف جہاں کہیں بھی ہوں گے جماعت اور سوادِ اعظم کی صفات سے متّصف ہوں گے اگرچہ وہ اقلیّت میں ہی ہوں ۔

..... الجماعة کے بارہ میں روایت ہے کہ حضرت ابنِ مسعودؓ نے اپنی ران پر ہاتھ مار کر کہا " صد حیف ہے تم پر کہ لوگوں کی غالب اکثریت اس جماعت سے الگ ہو جائے گی کیونکہ حقیقی جماعت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا طریق اختیار کرتی ہے "۔

..... ابو شامہ کہتے ہیں " لزوم جماعت سے مراد لزوم حق اور اس کی اتباع کرنے والے ہیں اور حق کو حرزِ جان بنانے والے اقلیت میں ہی ہوتے ہیں جبکہ اس کے مخالف اکثریت میں ہوتے ہیں اور حق وہ ہے جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہؓ کے عہد میں جماعت کا رنگ ڈھنگ تھا ۔ اس وقت اہلِ باطل کی کثرتِ تعداد کی طرف دھیان نہ دینا "

..... سوادِ اعظم کے بارہ میں ابنِ قیم رحمۂ کہتے ہیں :" خدا کی قسم ! جب زمانہ میں ایک سُنّتِ نبویہ کی معرفت رکھنے والا

ہو اور اس کی طرف پکارے۔ پس وہی حجّت ہے وہی اجماع ہے اور وہی سوادِ اعظم ہے اور وہی مومنوں کے اصل طریق پر گامزن ہے۔

..... پھر اسحاق نے کہا اگر جاہل لوگ تم سے استفسار کریں کہ سوادِ اعظم کیا ہے اور وہ جاہلیّت کی بناء پر لوگوں کی اکثریّت کو سوادِ اعظم سمجھتے ہیں حالانکہ جماعت سے مراد وہ عالمِ اجل ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کو اختیار کرنے والا اور اسی کی سُنّت کی پیروی کرنے والا ہو اس کو اور اس کے متّبعین کو جماعت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔"

(اتحاف الجماعة مصنّفہ حمود بن عبد اللہ التویجری الجزء الاوّل باب افتراق هٰذه الامة الیٰ ثلاث وسبعین فرقة)

• "تہتّر فرقوں میں سے ہر فرقہ اتباع شریعت کا مدعی اور اپنی نجات پر یقین رکھتا ہے۔ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ کہ ہر گروہ اپنے مشرب وطریقہ پر خوش ہے سب کا نقد وقت ہے لیکن جو دلیل پیغمبر صادق علیہ من الصّلوات افضلها ومن التّسلیمات اکملها نے فرقہ ناجیہ (نجات پانے والا) کی تمیز کے لئے بیان فرمائی ہے، یہ ہے" الّذین هم علیٰ ما انا علیه واصحابی" یعنی فرقوں میں سے صرف ایک فرقہ جو نجات پائے گا وہ ہے جو اس طریقے پر قائم ہے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ۔"

(مکتوبات دفتر اوّل حصّہ دوم مترجم صٓ۲۴۶)

• "فتلك اثنان وسبعون فرقة کلّهم فی النّار والفرقة الناجية هم اهل السنّة البیضاء المحمدية والطریقة النقیّة الاحمدیّة۔"

(آخری زمانہ میں اُمّتِ مسلمہ کے بہتّر فرقے ناری ہوں گے اور نجات یافتہ گروہ اہلِ سُنّتِ بیضاء محمدیہ کا وہ فرقہ ہے جو مقدّس طریقۂ احمدیہ پر گامزن ہے)

(المرقاة المفاتیح مصنّفہ حضرت امام مُلّا علی قاری مکتبہ امدادیہ ملتان جلد اوّل صٓ۲۴۸)

## ب۔ پہلا تبصرہ

زیرِ عنوان "اِسلامی تاریخ میں اِس قدر پورے طور پر کسی اہم مسئلے پر کبھی اجماع امت نہیں ہوا" تحریر ہے:۔

"اِسلام کی ساری تاریخ میں اِس قدر پورے طور پر کسی اہم مسئلہ پر کبھی اجماع اُمّت نہیں ہوا۔ اجماع اُمّت میں ملک کے سب بڑے سے بڑے علماءِ دین اور حاملانِ شرع متین کے علاوہ تمام سیاسی لیڈر

اور ہر گروپ کے سیاسی رہنما کماحقہ متفق ہوئے ہیں اور صوفیائے کرام اور عارفین باللہ برگزیدگانِ تصوّف و طریقت کو بھی پورا پورا اتفاق ہوا ہے۔ قادیانی (احمدیہ ..... ناقل) فرقہ کو چھوڑ کر جو بھی ۷۲ فرقے مسلمانوں کے بتائے جاتے ہیں سب کے سب اس مسئلہ کے اس حل پر متفق اور خوش ہیں"۔

(نوائے وقت ۶ ر اکتوبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۴)

## ......اور وہ چھوڑ دینا پسندیدہ ہوتا ہے

"امورِ دینیہ احکام شرعیہ کے علاوہ اور بھی بہت سے ہیں کہ جن میں پانچواں اصل الہام ہے بلکہ کہنا چاہیئے کہ تیسرا اصل الہام ہے۔ کتاب و سنّت کے بعد یہ اصل قیامت تک قائم ہے۔ پس دوسروں کو ان بزرگواروں سے کیا نسبت؟ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ بعض اوقات میں عبادت کرتے ہیں اور وہ عبادت ناپسندیدہ ہوتی ہے اور یہ بزرگوار بعض حالات میں عبادت چھوڑ دیتے ہیں اور وہ چھوڑ دینا پسندیدہ ہوتا ہے تو حق جل وعلا کے نزدیک ان کا ترک دوسروں کے فعل سے بہتر ہے اور عوام اس کے برخلاف حکم کرتے ہیں۔ اس کو عابد سمجھتے ہیں اور اس کو مکّار اور فریبی"۔

(مکتوبات امام ربّانی حصّہ ہفتم دفتر دوم صفحہ ۳۷)

## ایں چہ بوالعجبی است: صاحبِ "یحیی الدّین ویقیم الشریعۃ" کا پھر کیا کام!

"نورِ بصیرت" میں مکرم میاں عبدالرشید صاحب بعنوان "اسلام کا دورِ نَو" تحریر کرتے ہیں:۔

"عرب جاہلیّت میں شراب نوشی تھی۔ قمار بازی تھی۔ سُود خوری تھی۔ بُت پرستی تھی۔ موجودہ مغربی تہذیب میں بھی یہ سب باتیں موجود ہیں اور بہت بڑے پیمانے پر۔ وہاں ہر قبیلے کا اپنا بُت تھا یہاں ہر ملک نے وطنیت کے نام پر اپنا الگ بت بنا لیا۔ وہاں قبیلوں میں چھوٹی لڑائیاں ہوتی تھیں یہاں وطنیت کے نام پر دو عالمگیر جنگیں ہوئیں جن میں لاکھوں افراد ہلاک ہوئے کروڑوں کی املاک تباہ ہوئیں۔ ہزاروں کی عصمتیں لُوٹیں۔ وہ لوگ افراد کو غلام بناتے تھے۔ انہوں نے قوموں اور ملکوں کو غلام بنایا۔ حد یہ ہے کہ جاہلیت کا سلام بھی اَنعِم صَبَاحًا (گڈ مارننگ)، اَنعِم مَسَاءً (گڈ ایوننگ) اور اَنعِم ظَلَامًا (گڈ نائٹ) تھا۔

جس طرح اس جاہلیّت کی رات کے بعد اسلام کا آفتاب طلوع ہونا ضروری تھا اسی طرح یورپ کی ماڈرن جاہلیّت کے بعد بھی اسلام کا طلوع ضروری ہے اور اس کا آغاز قیامِ پاکستان سے ہُوا۔

.....پہلے دَور میں ابوجہل، ابولہب اور عبداللہ بن ابی نے اسلام کی سرتوڑ مخالفت کی تھی اِس دَور میں بھی

کئی ابوجہل، ابولہب اور عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) مختلف طریقوں اور حیلوں بہانوں سے پاکستان کی مخالفت میں سرگرم ہیں اور کئی قسم کے مغالطے پیدا کر رہے ہیں ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

سنہ ۱ھ میں مدینہ منورہ میں پہلی اسلامی مملکت قائم ہوئی تھی اس کے چودہ سو برس بعد ۱۹۴۷ء میں اسلام کے نام پر اور اسلام کی خاطر دوسری مملکت (پاکستان) قائم ہوئی۔

پہلی مملکت کی بنیاد جناب رسالت مآب نے رکھی جو امام الانبیاء اور خاتم النبیین تھے..... پاکستان کی بنیاد ہم جیسے گنہ گار انسانوں نے رکھی۔"

(نوائے وقت ۲۸ مارچ ۱۹۸۶ء)

"اور اسلام کے غلبہ کا نیا دَور قیامِ پاکستان سے شروع ہوا ہے۔ اہلِ پاکستان کو یہ خدمت تفویض کی گئی ہے کہ وہ اسلام کو لے کے اُٹھیں اور دُنیا پر چھا جائیں..... اس وقت ہماری یہی حالت ہے۔ دولت اور اقتدار کی ہوس نے قوم کو بیسیوں گروہوں میں تقسیم کر دیا ہے اور یہ سب آپس میں دست و گریباں ہیں۔"

(نوائے وقت ۲۶۔ مارچ ۱۹۸۶ء)

## انبیاء علیہم السلام کا دامن کیوں نہ پکڑا جائے

(مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی کے بغداد میں خطاب بعنوان "عصرِ حاضر کا بنیادی مسئلہ" سے دو اقتباس)

"حالانکہ بدیہی بات ہے کہ خراب چیز بہرحال خراب ہے ایسا نہیں ہو سکتا کہ بہت سی خراب چیزیں مل کر اچھی بن جائیں ـــــ چور تو چور ہی ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جب بہت سے چور جمع ہو جائیں تو ان کا مجموعہ چور نہ رہے بلکہ وہ شہر کا محافظ دستہ بن جائے؟.....

یہ اراکینِ حکومت، عدالتوں کے جج اور فوج کے سپاہی کہاں سے آئے ہیں؟ کیا ان کی اکثریت خراب اور ضروری معیار کے لحاظ سے ناقص نہیں ہے؟ پس یہ مجرم افراد کیسے ایک صالح اور بلند کردار اور عالی اخلاق مجموعہ میں تبدیل ہو جاتے ہیں؟

افسوس ہے کہ پوری دُنیا آج اس منطق کے آگے سرنگوں ہے حتّٰی کہ علمی سطحوں پر بھی اسی منطق کا ڈنکا بج رہا ہے۔

مَیں تو سمجھتا ہوں کہ آج جن لوگوں کے ہاتھ میں شہروں کا نظم و نسق ہے۔ آج جو حکام و افسران بنے ہوئے ہیں یا یونیورسٹیوں اور دوسرے علمی اداروں میں جنہیں اعلیٰ مناصب حاصل ہیں وہ اگر اگلے زمانے میں ہوتے تو برخاستگی سے کسی کم چیز کے مستحق نہ ٹھہرتے بلکہ ان کی جگہ جیلخانہ ہوتی اور نہایت گری پڑی ملازمت کے بھی اگر خواہاں ہوتے تو وہ انہیں نہ دی جاتی۔ لیکن مَیں جس منطق اور طرزِ فکر کا ذکر کر رہا ہوں اس نے عقلوں پر ایسا سحر کر دیا ہے کہ اب جو شخص افراد کا مسئلہ

اُٹھاتا ہے وہ رجعت پسند گردانا جاتا ہے .....

مجھے حیرت ہوتی ہے جب یہ دیکھتا ہوں کہ دُنیا کے تمام ملکوں میں، چاہے وہ اسلامی ہوں یا غیر اسلامی، جو لوگ چوٹی کے ارباب علم و دانش اور بڑے صاحب تجربہ سمجھے جاتے ہیں اس معاملہ میں ان کا فکر کس قدر ناپختہ ہے، موجودہ مسائل پر وہ بالکل اس شخص کی سی گفتگو کرتے ہیں جس کی نظر میں نہ کوئی گہرائی ہے اور نہ فکر میں کوئی پختگی، سیاست و اجتماعات کی عصری پیچیدگیوں کا حل وہ یہ سمجھتے ہیں کہ فلاں پارٹی کو اقتدار حاصل ہو جائے اور اس طرزِ فکر کا نتیجہ یہ ہے کہ جب اس پارٹی کے اقتدار سے بھی مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ پیچیدگیاں کچھ بڑھ ہی جاتی ہیں تو پھر کسی دوسری پارٹی کے تجربہ کی سُوجھتی ہے اور تجربہ بتا دیتا ہے کہ یہ تو پہلے سے بھی بدتر ہے، سچ کہا ہے کہنے والے نے :-

الا انما الایامُ ابناءُ واحدٍ

وھٰذی اللیالی کلھا اخوات

یہ دن سارے کے سارے بھائی ہیں اور راتیں سب آپس میں بہنیں ہیں (یعنی یکساں ہیں)

فلا تطیبن من عند یومٍ ولیلۃٍ

خلاف الذی مرّت بہٖ السنوات

پس کسی دن اور کسی رات سے اس کے علاوہ توقع مت رکھو جو برسوں سے پیش آ رہا ہے۔ آخر غریب انسان کی جان پر کب تک یہ تجربے کئے جائیں گے؟ اور کب تک ہم اس لاطائل تلاش و جستجو کا سلسلہ جاری رکھیں گے؟ انبیاء علیہم السلام کا دامن کیوں نہ پکڑا جائے جو ہمیں یقینی علم عطا کرتے ہیں اور ہمارے دُکھوں کے لئے تیر بہدف نسخہ رکھتے ہیں۔ (ہفت روزہ المنبر فیصل آباد ۱۳ تا ۲۸ فروری ۱۹۸۶ء)

## ضروری اعلان

ایسے احمدی احباب جو شوقیہ یا بطور پیشہ فوٹوگرافی یا وڈیوگرافی کرتے ہوں یا سلائیڈز تیار کرنے کا تجربہ رکھتے ہوں وہ اپنے کوائف اور مکمل پتہ سے خاکسار کو مطلع فرما کر ممنون فرماویں۔ اِس امر کی بھی اطلاع دیں کہ کیا آپ کا اپنا سٹوڈیو ہے یا کسی کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

# مجلس انصار اللہ سیرالیون کے تیسرے سالانہ اجتماع کا کامیاب انعقاد

## حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ کا انصار کے نام ایمان افروز اور ولولہ انگیز پیغام

## چھبّیس ۲۶ مجالس کے پچّاس ۵۰ نمائندگان کی شرکت

(مکرّم حنیف احمد محمود صاحب مربّئ سلسلہ سیرالیون)

مجلس انصار اللہ سیرالیون کا تیسرا سالانہ اجتماع دوسرے بڑے شہر "بو" کے مقام پر مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۸۵ء کو منعقد ہوا جس کا انتظام احمدیہ سیکنڈری سکول کے اسمبلی ہال میں کیا گیا تھا۔ یہ اجتماع خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہا اور سیدنا و امامنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کے طفیل خدا تعالیٰ کے بہت سے فضلوں کے ساتھ آیا اور اپنی رحمتوں اور برکتوں کی خوشبو بکھیرتا ہوا ماحول کو اپنی مہک سے معطر کر کے روانہ ہوا اور انصار ایک نئی روح اور نئے جذبہ سے سرشار ہو کر واپس لوٹے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلك۔

امسال اجتماع کی کامیابی اِس امر سے عیاں ہے کہ گزشتہ سال کے اجتماع کے دس جماعتوں کے چالیس نمائندگان کے مقابلہ میں امسال چھبّیس جماعتوں کے پچاس نمائندگان نے شرکت کی۔ اس اجتماع کی ایک اہم بات حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایمان افروز پیغام تھا جو حضور پُر نور نے خاص اِس اجتماع کے موقع پر انصار کے نام ارسال فرمایا تھا۔

### پہلا اجلاس

مکرم مولانا خلیل احمد صاحب مبشّر امیر و نائب صدر مجلس انصار اللہ سیرالیون کی زیرِ صدارت پہلا اجلاس

منعقد ہوُا۔ تلاوت اور نظم کے بعد حضور کا پیغام پڑھ کر سُنایا گیا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے :-

میرے پیارے انصار! سیرالیون وہ مقام ہے جس کو عیسائیت نے تمام افریقہ کو فتح کرنے کیلئے بطور مرکز کے چنا تھا اور اس سرزمین سے بہت امیدیں وابستہ کی تھیں اور پھر یہی وہ مقام ہے جس کے بارہ میں عیسائیوں نے تسلیم کیا کہ یہاں احمدیت نے بڑی مضبوطی کے ساتھ قدم جمائے ہیں اور عیسائیت کے لئے سب سے بڑی روک ثابت ہوئی ہے جس نے عیسائیت کے آگے بند باندھ دیا ہے ..... الحمدللہ کہ بفضلہٖ تعالیٰ جماعت (سیرالیون۔ ناقل) اب ایک نئے موڑ میں داخل ہو گئی ہے جو اس درمیانی عرصہ کی تلخی کو مٹانے والا اور نئی شاہراہوں اور دلکشیوں کے پیغام لے کر آیا ہے اور ایک نئی تازگی پیدا ہو رہی ہے۔ کثرت کے ساتھ سیرالیون کے مخلصین جو مجھے خطوط لکھ رہے ہیں اُن میں مرکزِ سلسلہ سے محبت اور تعلق کی رُوح صاف نظر آ رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ کے فضل بھی پہلے سے بڑھ کر دکھائی دیتے ہیں۔ نئے نئے داعی الی اللہ نئے ولولوں کے ساتھ اُن خوش نصیبوں کے ساتھ داخل ہو رہے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نئی رُوحانی اولاد عطا فرما رہا ہے اور کامیابی کی نئی راہیں اُن کے لئے کھول رہا ہے اور ترقی کی رفتار ایک دفعہ پھر تیز تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔

پس آپ جو کہ اللہ کے دین کے انصار ہونے کا دعوٰی کرتے ہیں آپ پر فرض ہے کہ اس پہلو سے جماعت کی صفِ اوّل ثابت ہوں۔

- ہر وہ بات کریں جس سے آپ کی محبت بڑھے اور تعاون کی رُوح نشوونما پاتی ہو۔
- ہر اُس بات سے رُک جائیں جس سے کسی بھائی کے بارہ میں غلط فہمی پیدا ہوتی ہو۔
- ہر وہ ذریعہ اختیار کریں جس سے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ خلیفہ کے ساتھ محبت اور اطاعت کا جذبہ بڑھے اور آپ لوگ "سمعنا واطعنا" کی تصویر بن جائیں۔
- اپنی تمام تر طاقتیں دعوت الی اللہ کے اہم فریضہ پر مُرتکز کر دیں"

بعد ازاں گذشتہ سال کی رپورٹ پڑھ کر سُنائی گئی اور محترم امیر صاحب نے سیرالیون میں انصاراللہ کو مزید منظم اور فعال بنانے کے لئے نمائندگان سے مشورے اور تجاویز طلب کیں۔

## دوسرا اجلاس

نماز جمعہ کے بعد دوسرا اجلاس ٹھیک تین بجے ناظم اعلیٰ صاحب انصاراللہ کی صدارت میں شروع ہوُا۔ تلاوت و نظم

کے بعد مندرجہ ذیل دوستوں نے تقاریر کیں :-

| | | |
|---|---|---|
| ۱- مسٹر ایم - بی - ابراہیم | بعنوان | انصار اللہ کی تنظیم اور ہماری ذمہ داریاں |
| ۲- مسٹر ایس - بی - کابلو | " | نوجوانوں کی تربیت |
| ۳- مسٹر ایل - آر محمود | " | اسلام میں خلافت |
| ۴- مسٹر آئی - کے محمد | " | احمدیت |

آخر میں صدرِ اجلاس نے اپنے صدارتی ریمارکس دیئے۔

وقفہ کے دَوران دوڑ کے مقابلہ جات ہوئے ۔صف اوّل اور صف دوم کے انصار نے الگ الگ سوگز دوڑ کے مقابلہ میں حصّہ لیا۔

## تیسرا اور آخری اجلاس

نماز مغرب وعشاء کے بعد محترم امیر صاحب کی صدارت میں تیسرا اجلاس شروع ہوُا ۔تلاوت قرآن کے بعد انصار کے درمیان تقریری مقابلہ ہوُا ۔محترم امیر صاحب نے جیتنے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے اور اختتامی خطاب فرمایا ۔ اپنے خطاب میں محترم امیر صاحب نے انصار کی توجہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کی طرف دلائی اور تلقین فرمائی کہ اب آپ اپنے عمل سے اس معیار کو برقرار رکھیں ۔ دعاؤں سے کام لیں ۔خدا کا قُرب حاصل کرنے کی کوشش کریں اور خلیفۂ وقت سے اپنے تعلق کو بڑھائیں ۔

آخر میں محترم امیر صاحب نے پُرسوز دُعا کروائی اور اس دعا پر یہ اجتماع بفضلہ تعالیٰ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوُا ۔

> "اِس لفظ ( البلاء) سے اولیاء کا امتحان لینا مراد ہے ۔طرح طرح کی مشقتوں اور بیچارگیوں سے جس قدر بندہ پر مصیبت پڑتی ہے اسی قدر حق کے ساتھ زیادہ قُربت ہوتی جاتی ہے کیونکہ بلاء اولیائے کرام کا لباس ہے اور اصفیاء کا گہوارہ اور انبیاء عظام کی تمنّا ۔پیغمبرِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سعد بن ابی وقاص روایت کرتے ہیں سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّھا النّاس اشدُّ بلاء قال الانبیاء ثمّ الامثل فالامثل کذا فی الدارمی یعنی پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لوگوں میں کس پر سخت مصیبت ہے ۔فرمایا کہ انبیاء پر ۔پھر جو ان کے بعد افضل ہوں ۔پھر ان کے بعد جو افضل ہوں ۔"
>
> (تذکرۃ الاولیاء مترجم ملک محمد عنایت اللہ صہ۴۰۵)

## بچّوں کا صفحہ

# "مَیں وعدہ کرتا ہُوں"

پیارے بچّو! کلمۂ شہادت پڑھتے وقت جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبّت دلوں میں رَس گھول رہی ہوتی ہے تو اس کے فوراً بعد آپ ایک مقدّس وعدہ کا عزم کرتے ہیں۔ وعدہ تو عام حالات میں بھی پورا کرنا ضروری ہوتا ہے اور جب وہ کلمۂ شہادت کے نُور کی روشنی میں کیا جائے اور ایک مقدس مجلس (عموماً بیوت اللہ میں یہ وعدہ دُہرایا جاتا ہے) میں بیک زبان کیا جائے تو اس کی اہمیّت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

پیارے بچّو! وعدے کا وفا کرنا سچّے مومن کی پہچان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا کہ اپنے عہدوں کو پُورا کرو کیونکہ ہر عہد کے بارہ میں جواب طلبی ہوگی۔ ہر شخص جو اقرار کرتا ہے اگر وہ اس کو پُورا نہیں کرتا تو اس کے کردار میں پختگی نہیں آئے گی کیونکہ وعدہ خلافی کرنا منافق کی علامت ہے اور منافق ہمیشہ عملی لحاظ سے ناقص اور کمزور رہتا ہے۔ قرآن کریم نے مومنوں کی صفات میں " وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ" کو لاکر اس کی اہمیّت کو واضح فرمایا کہ حقیقی مومن وہی ہوتے ہیں جو اپنے وعدوں اور معاہدات کی پابندی کرتے ہیں اور حتی الوسع خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے تمام عہدوں کے ہر ایک پہلو کا لحاظ رکھ کر تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں کہ اپنے تمام معاملات میں کسی نوع کی بھی خیانت سرزد نہ ہو نیز اپنے قول و فعل میں ہمیشہ مطابقت کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔

ہمارے پیارے آقا حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وصف میں یکتا تھے۔ ایفائے عہد میں بھی حد درجہ محتاط تھے۔ حضرت عبداللہ بن ابی الحمساءؓ بیان کرتے ہیں کہ بعثت سے قبل ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی کاروباری معاملہ کیا اور میرے ذمہ آپؐ کا کچھ حساب باقی رہ گیا جس پر مَیں نے کہا آپؐ یہیں ٹھہریں مَیں ابھی آتا ہوں مگر مجھے بھول گیا اور تین دن کے بعد یاد آیا اس وقت جب مَیں اس طرف گیا تو آنحضرتؐ وہیں کھڑے تھے مگر آپؐ نے سوائے اس کے مجھے کچھ نہیں کہا کہ "تم نے مجھے تکلیف میں ڈالا ہے مَیں یہاں تین دن سے تمہارے انتظار میں ہوں۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایفائے عہد میں کمال درجہ پر تھے۔ جو وعدہ فرماتے اس کو احسن رنگ میں نبھاتے

قرآن کریم کا ہر لفظ وہ عہد ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان پر لازم قرار دیا ہے۔ یہ عہد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے قولی رنگ میں معرضِ وجود میں آیا۔ میرے جسم کا ذرّہ ذرّہ فدا ہو اس پیارے وجود پر جس نے اس کے ہر لفظ کو اپنی ادا میں تبدیل کیا۔ اس کے ہر اظہار کو خلق کا رُوپ دیا اور اس کے ہر معنی کو حقیقت کا جامہ پہنایا اور یہ ادائے وفا اِس طرح کمال کو پہنچی کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا "کان خلقه القراٰن" کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چلتا پھرتا قرآن ہیں۔ گویا قرآن کریم کے اقوال کا حُسن کامل عملی طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔

اپنے پیارے آقاؐ کی طرح صحابہ کرامؓ نے بھی اپنے عہدوں کو خوب نبھایا۔ اپنی تمنّاؤں کو قربان کر کے اس عہد کو زندہ رکھا۔ اپنے خون کے چھینٹوں سے اس میں رنگ بھرا اور اپنی جانوں کے نذرانے دے کر اسے دوام بخشا۔

پیارے بچو! آپ جب یہ کہتے ہیں "مَیں وعدہ کرتا ہوں" تو اس وقت دراصل آپ اُس عہد کو تازہ کر رہے ہوتے ہیں جو ہمارے پیارے آقاؐ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ نے عملی نمونہ سے ثابت کیا تھا اور جس کو دوبارہ ہمارے زمانہ میں حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور آپ کے رفقائے کرام نے اپنی بے مثال قربانیوں سے از سرِ نو عملی حُسن بخش کر زندۂ جاوید بنا دیا۔ اِس لئے وعدہ دہراتے وقت اس حقیقی مقدس عہد کو یاد رکھیں۔ ہاں وہی عہد کہ جس کے اقرار کے نتیجہ میں پختہ عزم جنم لیتا ہے۔ سارے بدن میں ایک اِنقلابی لہر دوڑ جاتی ہے اور پورا وجود آئینۂ وفا بن کر اپنے اندر کامل تصویر اُتارنے لگتا ہے۔

ہر لفظِ قرآن یعنی نبیٔ فاران کی

"رُوحانی خوبصورتی اور رُوحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتّی الوسع رعایت رکھے یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تا بمقدور کاربند ہو جائے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صہ ۵۲)

# سَیّدنا بلال رضی اللہ عنہ فنڈ

## جو شخص اس میں حصہ لے گا وہ اعزاز سمجھے گا

سیّدنا حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :-

"آج مَیں اس تحریک کا اعلان کرتا ہوں۔ پوری طرح شرح صدر اور محبّت کے جذبہ سے جو دینا چاہتا ہے وہ دے گا ادنیٰ سا بھی تردّد یا بوجھ ہو تو وہ ہرگز نہ دے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ نہ دے۔ یہ ایک خاص نوعیّت کی تحریک ہے جس میں بشاشتِ طبع ہی ضروری نہیں بلکہ طبیعت کا دباؤ ضروری ہے۔ دل سے بیقرار تمنّا اُٹھ رہی ہے یہ خواہش پیدا ہو رہی ہے کہ مَیں اس میں شامل ہوں۔ آج ایک آنہ بھی جسکو توفیق ہو وہ بھی بہت عظیم دولت ہے۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی سعادت ہوگی۔"

(خطبہ جمعہ ۱۴ مارچ ۱۹۸۶ء)

# پیارے آقا کا محبّت بھرا اسلام

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی ہے اور حضور تمام احبابِ جماعت کو محبّت بھرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہیں۔

مجلس
انصاراللہ مرکزیہ
کا
ترجمان
ضمیمہ
ماھنامہ
انصاراللہ
ربوہ
اپریل ۱۹۸۶ء
(ایڈیٹر)
مرزا محمد الدین ناز

# اپنے تقویٰ کی بصیرت کو تیز کریں اور اسی کو اپنا نگران بنائیں

## مالی قربانی اس وقت قابلِ رشک ہوتی ہے جب اس کے ساتھ تقویٰ کا معیار بھی بلند ہو

## مالی قربانی پیش کرتے وقت بھی اور سلسلہ کے اموال خرچ کرتے وقت بھی تقویٰ کے معیار کو بلند رکھیں

## تب اللہ تعالےٰ لامتناہی اور کبھی نہ ختم ہونے والی برکتیں آپ پر نازل کرے گا

بیت الفضل لنڈن میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ر اپریل ۱۹۸۶ء کا خلاصہ

لنڈن۔ ۴ر شہادت / اپریل آج یہاں بیت الفضل میں نماز جمعہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے پڑھائی اور نماز سے قبل خطبہ ارشاد فرمایا۔

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا گزشتہ خطبہ جمعہ میں مَیں نے مالی قربانی کرنے والوں کے متعلق کچھ امور بیان کئے تھے۔ اور اس بات پر زور دیا تھا کہ مالی قربانی کرتے وقت تقویٰ کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ چندہ عام وغیرہ میں شرح سے کم دینے والے وہ لوگ ہیں جو بوجہ غربت ایسا نہیں کر سکتے۔ مَیں نے مختلف حیثیتوں سے خدمت سلسلہ کے لمبے تجربہ میں دیکھا ہے کہ غرباء اپنی مالی قربانی میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت آگے ہیں اور شرح کے مطابق چندہ دیتے ہیں اور جو تناسب غرباء کے ہاں ملتا ہے وہ امراء کے ہاں نہیں ملتا۔

حضور نے فرمایا دراصل انسان نسبتوں کی بجائے رقم کی مقدار

(باقی دیکھیں صفحہ ۳ پر)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

# ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

شہادت ۱۳۶۵ ہش

اپریل سنہ ۱۹۸۶ء

★★★★★

(ایڈیٹر)

مرزا محمد الدین ناز

مدیرانِ اعزازی

- ملک صلاح الدین صاحب بھارت
- مبارک احمد صاحب ساقی لندن
- کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

★★★★★★

پبلشر :- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر :- سیّد عبدالحی

مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت :- دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۴۸۳

---

قیمت ... ایک روپیہ


## صحت کی اطلاع

ربوہ ۔ ۹؍ اپریل حضرت سیّدہ نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ :-

متلی اور کمزوری کی شکایت ہے ۔

احباب کرام توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت بیگم صاحبہ موصوفہ کو صحتِ کاملہ عطا فرمائے ، اور لمبی عمر سے نوازے ۔ آمین

---

مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ ساہیوال ، مکرم نعیم الدین صاحب اور ان کے دیگر ساتھیوں نیز مکرم پروفیسر ناصر احمد صاحب قریشی و مکرم رفیع احمد صاحب قریشی (سکھر) کے لئے احباب خصوصیّت کے ساتھ دردو الحاح سے دُعائیں جاری رکھیں ۔

---

## مختار عام کی ضرورت ہے

"صدر انجمن احمدیہ کو ایک مختار عام کی ضرورت ہے ۔ پٹواری یا قانونگو جو کم از کم دس سال کا تجربہ رکھتا ہو ۔ تعلیم کم از کم میٹرک پاس ہو ۔ زمین اور جائیداد کے کاروبار سے واقف ہو ۔ عدالتی کاموں کا تجربہ ہو ۔ صحت اچھی ہو ۔ مرکز سلسلہ میں رہائش رکھتے ہوئے خدمتِ دین کے خواہشمند دستوں کے لئے اچھا موقع ہے ۔ درخواستیں امیر جماعت یا صدر جماعت کی تصدیق کے ساتھ دفتر نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں آنی چاہییں ۔ (ناظر دیوان)

---

## دوسرا مثالی وقارِ عمل

- مجالس خدام الاحمدیہ و مجالس اطفال الاحمدیہ
- مورخہ ۱۸ شہادت اپریل سنہ ۱۳۶۵ ہش / ۱۹۸۶ء

مثالی وقارِ عمل کا انعقاد پورے جوش و خروش سے کریں ۔ (مہتمم وقارِ عمل مرکزیہ)

## بقیہ خطبہ حضور صفحہ اول سے آگے

دیکھنے کا عادی ہوتا ہے ایک غریب آدمی جس کو سو روپے ملتے ہیں وہ چھ روپے دیتا ہے تو اس کے نزدیک وہ چھ روپے باوجود غربت کے چھ روپے ہی رہتے ہیں اور اس کے لئے مقدار کم ہونے کی وجہ سے وہ چھ روپے دینا نسبتاً آسان ہوتا ہے اس میں کمی کرنے کا اسے کبھی خیال نہیں آتا۔ حضور نے فرمایا بہت سے نفسیاتی پہلو ایسے ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے غریب کے تقویٰ کی حفاظت فرمادی ہے۔ اور ان امور میں امیر، غریب کے مقابل پر دل کا بہت زیادہ غریب ثابت ہوتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے جہاں مالی قربانی کا ذکر کیا ہے وہاں مال کی غربت کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ دل کی غربت کا ذکر فرمایا ہے کہ "وہ لوگ جو دل کے بخل سے بچائے جاتے ہیں یعنی جو دل کے غریب نہیں ہوتے وہی لوگ ہیں جو اللہ کے نزدیک بہت بڑی فلاح پانے والے ہیں"۔

حضور نے فرمایا پس جہاں تک چندوں کا تعلق ہے وہاں فیصلہ کن امر یہ ہوتا ہے کہ دل کی دولت کسی کے پاس کتنی ہے۔ امیر اپنی غیر معمولی توفیق کے باوجود شرح کے مطابق چندہ دینے سے ہچکچاتا ہے ایک آدمی جس کی ایک سو ساٹھ روپے آمد ہے اس کے لئے مشکل نہیں کہ دس روپے دے دے۔ لیکن جس کی سولہ لاکھ روپے آمد ہو وہ ہر سال ایک لاکھ روپے دے تو یہ اس کو تنی بڑی رقم نظر آتی ہے کہ وہ تھوڑا دے کر بھی اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے کہ میں نے دین کے لئے بڑی قربانی کی ہے۔

حضور نے اس ضمن میں امراء کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ان کو اپنے تقویٰ کی حفاظت کرنی چاہیئے اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال جب خدا کو واپس کیا جاتا ہے تو وہ کم نہیں ہوتا بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ جب بھی آپ خدا تعالیٰ کی خاطر دل کی کوئی گانٹھ کھولتے ہیں تو اس وقت دراصل آپ کو ایسی فراخی ملتی ہے جو مالی فراخی کے مقابل پر بہت ہی زیادہ عظیم الشان ہوتی ہے۔

حضور نے فرمایا ایک اور ذریعہ سے بھی مجھے پتہ چلتا ہے کہ امراء میں کچھ کمزوری پائی جاتی ہے۔ غریب آدمی مجبوری کے پیش نظر جب شرح میں کمی کرنا چاہتا ہے تو وہ بے دھڑک معافی کے لئے خط لکھتا ہے لیکن امیروں کی طرف سے ایسا کبھی کوئی خط نہیں آیا۔ کیونکہ اگر وہ لکھیں گے تو ان کو شرمندگی ہوگی۔ اس لئے وہ نظام جماعت کو توڑنے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح ایک اور گناہ کر رہے ہوتے ہیں۔ غریب آدمی تو جانتا ہے کہ لکھونگا تو میرے لئے دعا ہوگی میری غربت پر رحم آئے گا۔ لیکن امیر آدمی کو اپنا راز کھولنا پڑتا ہے اپنی خساست کا راز کھولنا پڑتا ہے اس لئے رک جاتا ہے۔ اسی ضمن میں حضور نے جماعت کے امراء کو تقویٰ کے معیار کو بلند کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالےٰ کی راہ میں اموال پیش کرتے وقت اپنے تقویٰ کی کیفیت کو سامنے رکھا کریں کیونکہ دراصل تقویٰ ہی دل کا نگران ہے۔

حضور نے فرمایا دوسرا حصہ وہ لوگ ہیں جو سلسلہ کے اموال کو خرچ کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ ان میں واقفین بھی ہیں اور غیر واقفین بھی ہیں جو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کی توفیق پا رہے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو بے احتیاطیاں بھی کر رہے ہیں۔ جو بے احتیاطیاں کرنے والے ہیں ان کو میں متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ بے احتیاطیاں رفتہ رفتہ بد دیانتیوں میں بدل جایا کرتی ہیں۔ اس لئے اگر آپ بے احتیاطی سے بچیں گے اور شروع میں ہی تقویٰ کے معیار کو بڑھا کر سلسلہ کے اموال کو خرچ کریں گے تو اس کا دُہرا فائدہ ہوگا۔ آپ خدا کی نظر میں زیادہ مقبول ٹھہریں گے اور آپ کی زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے گا۔ اور جماعت احمدیہ کی مالی قربانی کے معیار کو بھی آپ اونچا کرنے والے ہوں گے۔ اس ضمن میں حضور نے نے بتایا کہ خرچ کرنے والے کے تقویٰ کا پیسہ دینے والے کے تقویٰ سے ایک گہرا تعلق ہوتا ہے۔ جہاں خرچ کرنے والوں کا تقویٰ اونچا ہو وہاں خدا کی راہ میں قربانی کرنے والوں کا تقویٰ بھی خود بخود اونچا ہوتا چلا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ احمدیت سے باہر چندے مانگنے والوں کی یہی مصیبت ہے کہ دینے والے بیشمار دل ہیں لیکن وہاں تقویٰ کے ساتھ خرچ کرنے والے نہیں ملتے اس لئے دلوں پہ گانٹھیں پڑ گئی ہیں۔ اور دینے والا ہاتھ نہیں کھلتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس قوم کے لینے والوں نے کبھی دیانت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ لینے کسی اور نام پر ہیں اور خرچ کسی اور نام پر کرتے ہیں۔ یہ بیماری جب بڑھ جاتی ہے تو ایک قوم کے لئے کوڑھ کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ بالعموم مختلف معیار جو دینے والوں کے نظر آتے ہیں ان کا تعلق خرچ کرنے والوں کے تقویٰ کے آثار چڑھاؤ سے ضرور ہوگا اس لئے ضروری ہے کہ سلسلہ کے اموال دنیا کے جس گوشے سے بھی وصول ہو رہے ہوں اور جس کونے میں بھی خرچ کئے جا رہے ہوں وہاں تقویٰ کے معیار کو دونوں طرف سے اونچا کیا جائے۔

حضور نے بتایا کہ بجلی، ٹیلی فون، مہمانوازی اور سفر خرچ تین چار ایسے

شعبے ہیں جہاں بے احتیاطی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں جب یہ بے احتیاطی آگے بڑھ جائے تو پھر بد دیانتی شروع ہو جاتی ہے۔ جو کہ پھر ہر شعبے پر اثر انداز ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ بظاہر بد دیانتی کی کوئی مثالیں میرے علم میں نہیں الاما شاء اللہ۔ لیکن بے احتیاطی ضرور موجود ہے۔ اور یہ وقت ہے کہ ہم اسے سختی کے ساتھ دبا دیں۔

حضور نے فرمایا ایک آدمی جو انگلستان اور امریکہ سے اپنے خرچ پر اپنے گھر فون نہیں کر سکتا اگر وہ جماعت کے خرچ پر جبکہ کوئی دیکھ نہیں رہا جتنا چاہے فون کرے اور اس کا دل جماعت کے خرچ پر نہ کٹ رہا ہو تو وہ بے احتیاطی بد دیانتی پر منتج ہو جاتی ہے۔ ایسا شخص تقویٰ کے معیار سے گرا ہوا ہے۔ بجلیاں جل رہی ہیں تو کوئی پرواہ نہیں۔ گیس بعض دفعہ ضرورت سے زیادہ جل رہی ہوتی ہے۔ یہ بے احتیاطیاں بے دردی کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں۔ اور بے دردی اور بے حسی اور تقویٰ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

حضور نے اس قسم کی بے احتیاطیوں کی اصلاح کا ذریعہ تجویز کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسے آڈیٹر مقرر ہوں گے جو جماعتی نظام سے بالکل آزاد ہوں گے اور براہِ راست مجھے رپورٹ بھجوائیں گے۔ لیکن ایسے مواقع پیش نہیں آنے چاہئیں کہ آڈٹ کے نظام پر اتنا زور دینا پڑے کیونکہ یہ نظام حقیقت میں اموال کی پوری حفاظت نہیں کر سکتا۔ کوئی نگران جو بیرونی ہو وہ اموال کی سچی اور حقیقی حفاظت کر ہی نہیں سکتا۔

خدا تعالیٰ نے تقویٰ ایک اندرونی نگران مقرر فرما دیا ہے جس کا براہ راست عالم الغیب والشہادۃ سے تعلق ہے چونکہ تقویٰ خدا کی ذات سے پھوٹتا ہے اس لئے اس کو بھی خدا تعالیٰ نے عالم الغیب والشہادۃ کی صفات عطا فرما دی ہیں۔ تقویٰ کی آنکھ اُن باریکیوں تک بھی چلی جاتی ہے جو نیتوں کے پردوں میں چھپی ہوتی ہیں۔ اس لئے تقویٰ کی بصیرت کو تیز کریں اور اسی کو اپنا نگران بنائیں۔ اس کے نتیجہ میں ہر لحاظ سے برکت ہوگی۔ اور بعض دفعہ تقویٰ کے ساتھ خرچ کیا جانے والا ایک آنہ لاکھوں روپیہ کی قیمت دے دیتا ہے۔ اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ دنیادار کو اس بات کی سمجھ آ ہی نہیں سکتی۔ حضور نے فرمایا اس بارہ میں جتنی بھی تاکید کی جائے کم ہے کہ خرچ کرنے والے تقویٰ کے معیار پر قائم ہوں۔

حضور نے فرمایا دنیا کے اموال کھانا بھی ایک بد دیانتی اور مکروہ چیز ہے۔ لیکن وہ مال جو دینے والوں نے پتہ نہیں کس نیت کیساتھ کس پیار کے ساتھ، کس محبت کے ساتھ، کیا کیا قربانیاں کرتے ہوئے اپنے رب کے حضور پیش کیا تھا اس پر منہ مارنا عام معیار سے بہت زیادہ گری ہوئی بات ہے۔

حضور نے فرمایا واقفین کی ایک قسم اور بھی ہے جو جماعت کے لئے کماتی بھی ہے اور خرچ بھی کرتی ہے۔ میری مراد ڈاکٹرز ہیں جو افریقہ کے مختلف ممالک میں اور ربوہ کے ہسپتال میں کام کر رہے ہیں۔ اگر وہ کمائی کے لئے نکلتے تو ہزارہا یا بعض صورتوں میں لکھوکھہا کما سکتے تھے۔ ان کا وقف کرنا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے ہنر کو کمائی کا ذریعہ بنا کر پیش کرنا ایک بہت عظیم الشان خدمت ہے اور تقویٰ کا بہت اونچا مقام ہے بشرطیکہ وہ اس کے تقاضے پورے کریں۔ اگر تقاضے پورے نہ کریں تو پھر اسی حد تک گری ہوئی بات ہے۔

حضور نے فرمایا مجھے بعض خطرات دکھائی دینے لگے ہیں اور ہسپتالوں میں عمومی بے برکتی کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں اور برکت اور خوشی کے ماحول کے برعکس شکائتیں آنی شروع ہو گئی ہیں۔ اس لئے بیشتر اس کے کہ زیادہ تفصیل کے ساتھ چھان بین کی جائے تمام خدمت کرنے والے واقفین سے میں کہتا ہوں کہ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے کہ آپ نے ہنر کے باوجود اپنی زندگی جماعت کے سامنے پیش کی ہے تو اس قربانی سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں ورنہ اگر اس کے باوجود آپ نے دیانتداری سے کام نہ لیا اور یہ سمجھتے ہوئے کہ ہماری محنت ہے اس لئے ہم جتنا چاہیں ہمارا حق بنتا ہے، دوسرے ڈاکٹر لکھ پتی ہیں تو ہم کیوں غریب رہیں، اس نیت سے دل کو طفل تسلیاں دیتے ہوئے روپیہ پر غبن شروع کیا تو وقف کا ایک کوڑی کا ثواب بھی نہیں ملے گا۔ بلکہ الٹا خدا کی پکڑ کے نیچے آئیں گے۔ ایسے ڈاکٹر جو بد دیانتی کر رہے ہوں انکو میں کہتا ہوں کہ وہ وقف چھوڑ کر باہر چلے جائیں کیونکہ جب آپ کو پاکیزہ رزق کمانے کی توفیق خدا تعالیٰ نے بخشی ہے تو اسے حرام بنا کر کھانے کا کیا فائدہ۔

حضور نے فرمایا خدا تعالیٰ کے فضل سے میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان سے بہتر ڈاکٹر جماعت کو مہیا کر دے گا۔ یہ ناممکن ہے کہ سلسلہ کے کام رک جائیں۔ خدا نے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ سلسلہ کے کام ہمیشہ جاری رہیں گے اور ساری برکتوں کے ساتھ جاری رہیں گے۔ اس لئے چند ڈاکٹر جن کے دل گندے ہو چکے ہیں ان کے بدلے خدا اگر زیادہ پاک ڈاکٹر مہیا کر دے تو یہ سودا سلسلہ کے لئے کیسے نقصان کا سودا ہو سکتا ہے۔

اس لئے یا تو وہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں ورنہ ان کو جماعت

سے خارج کرنا پڑے گا۔ پھر فرمایا جماعت، خواہ دینے والی ہو یا خرچ کرنے والی، تقویٰ کے معیار کو بلند کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اصل زاد راہ ہمارا تقویٰ ہی ہے۔ اسی کے ذریعہ ذاتی اور جماعتی اموال میں برکت ہوگی۔ خدا کی راہ میں کھلے دل کے ساتھ اموال پیش کرنے والے اور خدا کی خاطر دینی کاموں میں اس وجہ سے ہاتھ روک کر خرچ کرنے والے کہ سلسلہ کے اموال ہیں ان میں زیادہ سے زیادہ احتیاط کی جائے، تو وہ دونوں کبھی نقصان میں نہیں رہتے۔ اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت ان دونوں امور کی طرف متوجہ ہوگی۔

حضور نے فرمایا کہ جماعت ہر تحریک پر حیرت انگیز طور پر مالی قربانی کرتی ہے لیکن یہ مالی قربانی تبھی قابل رشک ہے جب اس کے ساتھ تقویٰ کے معیار کو بلند کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ خرچ کرنے والے بھی استغفار کریں اور خدا کا خوف دلوں پر طاری کریں اور کوشش کریں کہ قربانی کرنے والوں کا محبت اور پیار سے دیا ہوا ایک پیسہ بھی ضائع نہ ہو۔ حضور نے فرمایا یہ عجیب اللہ کی شان ہے کہ جب انسان اپنے اندر کا نگران بن کر مہنت کر لیتا ہے تو باہر سے شفیق دل بھی اس کے لئے پیدا کر دیتا ہے۔ جو اس کا خیال رکھنے ہیں۔ وہ جب اپنے ساتھ ہمدردی نہیں کرتے تو خدا اور خدا کے فرشتے ان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی اولادوں کے اموال میں بھی برکت بخشتا ہے۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے لکھا ہے کہ خدا کی خاطر تقویٰ اختیار کرنے والوں کی سات نسلیں تک بھوکی نہیں مرتیں۔ اس لئے بے خوف ہو کر مالی قربانی کی راہوں میں آگے بڑھیں۔ دیتے وقت بھی اور خرچ کرتے وقت بھی اپنے تقویٰ کا معیار بلند کریں اللہ تعالیٰ لامتناہی، نہ ختم ہونے والی برکتیں آپ پر نازل کرے گا۔

خطبہ ثانیہ میں حضور نے پاکستان میں تکالیف اٹھانے والے احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔

اپنے ان پیارے بھائیوں کے لئے دعا کریں جو خدا تعالیٰ کی خاطر تکلیف اٹھا رہے ہیں نیز یہ بھی فرمایا کہ باہر کے لوگ قربانی کی بڑی تمنا رکھتے ہیں۔ ایسا بھی زمانہ آئے گا کہ باہر کے لوگوں کو بھی خدا تعالیٰ ان چیزوں کے لئے چنے گا۔ اسی انگلستان کی سرزمین میں آپ دیکھیں گے کہ جب جماعت ترقی کرے گی تو یہاں بھی بڑے بڑے مظالم ہوں گے۔ کوئی دنیا کی زمین ایسی نہیں ہے جہاں خدا کی خاطر قربانی کرنے والوں کا خون نہیں بہے گا کوئی دنیا کی ایسی زمین نہیں ہے جہاں خدا کی خاطر اپنے نفسوں کو آزاد کرنے والوں کے ہاتھوں میں زنجیریں نہیں پہنائی جائیں گی۔ اس لئے کہ تلک الایام نداولھا بین الناس۔ جو باہر والے ہیں ان کی بھی باری آئے گی لیکن پہلے کام تو کریں، کچھ پھیلیں، کچھ اپنا مقام پیدا کریں۔ پھر باری آئے گی۔ دودھ پیتے بچے کی تو آزمائشیں نہیں کی جاتیں۔ جب جذبہ پوری طرح بیدار ہو جائے اور عزم پختہ ہو جائے پھر ایسی قربانیاں پیش کی جاتی ہیں۔ فرمایا

"گرتے ہیں شہسوار ہی میدانِ جنگ میں
وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

پہلے چلنا تو سیکھیں پھر گرنے کی باری بعد میں آئے گی۔"

---

## داخلہ مدرسۃ الحفظ

۳۰ راپریل بروز بدھ مدرسۃ الحفظ میں نئے داخلے ہوں گے سیٹیں محدود ہیں۔ جن احباب کو شوق ہے کہ ان کے بچے حافظ قرآن ہوں ایسے احباب اپنی درخواستیں ۲۹ راپریل تک "پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ" کے نام بھجوا دیں یا درخواست لے کر دفتر جامعہ میں خود آجائیں شرائط یہ ہیں۔ (۱) عمر ۱۲ سال سے زائد نہ ہو۔ (۲) پرائمری پاس ہو۔ (۳) قرآن کریم مکمل ناظرہ پڑھا ہوا ہو اور تلفظ صحیح ہو۔ (۴) بچہ ذہین ہو اور حفظ میں دلچسپی رکھتا ہو۔ صحت اچھی ہو۔ (۵) بڑے کاغذ پر درخواست لکھ کر امیر صاحب یا پریذیڈنٹ صاحب کی تصدیق کیساتھ اور والد یا سرپرست کی اجازت سے دیں۔

۶۔ پرائمری پاس سرٹیفکیٹ کی فوٹوسٹیٹ منسلک کریں۔

۳۰ راپریل کو صبح ۹ بجے انٹرویو کے لئے دفتر جامعہ احمدیہ میں آکر رپورٹ کریں۔ جامعہ کے انٹرویو کے بعد دوسرے روز وکالت دیوان میں بھی انٹرویو ہوگا۔ طلبا تیاری کر کے آئیں۔ پرائمری کا اصل سرٹیفکیٹ ہمراہ لائیں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ)

## ضروری اعلان

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس و انجینئرز کے عہدہ داران و ممبران مجلس عاملہ مرکزیہ کے سہ سالہ انتخاب اور دستور اساسی کی دفعات ۶ ر ۱۰ میں ترامیم کے لئے خصوصی جنرل باڈی کی میٹنگ جمعہ مورخہ ۲ رمئی ۱۹۸۶ء صبح ۱۰ بجے دفتر انصار اللہ مرکزیہ میں ہوگی۔ جملہ ممبران شرکت فرمائیں۔

(افتخار علی قریشی (چیئرمین))

---

# جماعت احمدیہ کی ۶۷ ویں مجلس مشاورت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہو گئی

## نمائندگان نے ۴۲ کروڑ روپے سے زائد کے بجٹ منظور کرنے کی سفارش کی

## بجٹ کے علاوہ نظارت اصلاح وارشاد کی دو اور نظارت امور عامہ کی دو تجاویز زیر غور آئیں

## محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ وامیر مقامی نے مجلس مشاورت کی صدارت کی

(جماعت احمدیہ کی ۶۷ ویں مجلس مشاورت کی کارروائی کی رپورٹ ادارہ ماہنامہ خالد ربوہ نے اپنے اپریل کے ضمیمہ میں شائع کی تھی جو کہ مجلس مشاورت کے دوسرے دن کے دوسرے اجلاس پر مشتمل تھی جس میں تجویز ۴ پر بحث کی رپورٹ شامل تھی۔ ذیل میں مجلس مشاورت کا دوسرے اور تیسرے روز مورخہ ۲۹، ۳۰ امان / مارچ ۱۳۶۵ھش / ۱۹۸۶ء کی بقیہ کارروائی ہدیہ قارئین کی جارہی ہے)

### تجویز نمبر ۵ پر بحث

صدر مجلس مشاورت کے ارشاد پر تجویز نمبر ۵ برائے بجٹ صدر انجمن احمدیہ پاکستان برائے سال ۸۷-۱۹۸۶ء پر بحث کا مرحلہ آیا۔ اس تجویز پر غور کرنے والی سب کمیٹی کے صدر محترم مرزا عبدالحق صاحب تشریف لائے اور سب کمیٹی کی رپورٹ پیش کی۔ انہوں نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ سب کمیٹی کا اجلاس ۲۸ مارچ کو رات ½۸ بجے صدر انجمن احمدیہ کے کمیٹی روم میں شروع ہوا جس میں ۳۲ ممبران نے شمولیت کی۔ انہوں نے کہا کہ سب کمیٹی اسٹینڈنگ فنانس کمیٹی کی رپورٹ سے کلی اتفاق کرتی ہے اور صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے بجٹ برائے سال ۸۷-۱۹۸۶ء جو کہ ۳ کروڑ ۲۵ لاکھ ۴۰ ہزار ۷ سو ۴۱ روپے پر مشتمل ہے کے لئے سفارش کرتی ہے کہ اسے حضور کی خدمت میں منظوری کے لئے پیش کیا جائے۔ انہوں نے بتایا کہ مجوزہ بجٹ میں گزشتہ سال کی نسبت ۱۰ فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے جبکہ گزشتہ سال بجٹ ۲۹۵،۷۹،۲۹۸ روپے پر مشتمل تھا۔

اس کے بعد عمومی بحث ہوئی اور مندرجہ ذیل احباب نے بجٹ کے بارے میں اپنی آراء کا اظہار کیا۔

مکرم مبارک احمد صاحب کراچی، مکرم قلیق احمد صاحب، مکرم احسان اللہ صاحب، مکرم مبارک احمد صاحب راولپنڈی۔ مکرم خان محمد صاحب ڈیرہ غازیخان۔ مکرم مبارک احمد صاحب سرگودھا۔ مکرم منور خالد صاحب۔ اس کے بعد مکرم صدر سب کمیٹی صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ مالی قربانی میں بعض مخلصین تو بہت آگے ہیں لیکن ایک حصہ ایسا بھی ہے جو تربیت کی کمی کی وجہ سے یا غیر معین آمدنی ہونے کی وجہ سے یا پھر ان پڑھ ہونے کی وجہ سے آمد کی تشخیص درست نہیں کرواتا۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ احمدی ہر معاملے میں سچ کو اپنائیں اور دیانت داری سے کام لیں اس طرح غیر معین آمدنی والے احباب بھی صحیح بجٹ تشخیص کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی مجبوری ہو تو پھر وہ حضور کی خدمت میں لکھیں۔ چندہ کی تشخیص میں کمی نہ رہ جائے۔ اس بیان کے بعد صدر سب کمیٹی نے صدر مجلس مشاورت سے درخواست کی کہ بجٹ کی منظوری کے لئے رائے لی جائے چنانچہ حسب معمول جب رائے لی گئی تو مجلس مشاورت کے نمائندگان کی واضح اکثریت نے بالاتفاق صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ منظور کئے جانے کی سفارش کی۔

اس کے ساتھ ہی ۶ بجکر ۲۰ منٹ پر دوسرے روز کی کارروائی اختتام کو پہنچی۔

## دارالضیافت میں خصوصی دعوت

مجلس مشاورت کے دوسرے دن ۲۹ ر مارچ بروز ہفتہ دارالضیافت کی طرف سے مجلس مشاورت کے نمائندگان کے اعزاز میں ایک خصوصی دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ یہ دعوت دارالضیافت میں بعد نماز مغرب ہوئی۔ صدر مجلس مشاورت محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے جملہ نمائندگان کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔

## تیسرا دن ۳۰ ر مارچ ۱۹۸۶ء

## آخری اجلاس

مجلس مشاورت ۱۹۸۶ء کا آخری اجلاس ۳۰ ر مارچ ۱۹۸۶ء بروز اتوار ٹھیک ½۹ بجے صدر مجلس مشاورت محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی تشریف آوری پر شروع ہوا۔ تلاوت قرآن پاک مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل نے کی۔ جس کے بعد صدر مجلس نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد صدر مجلس نے محترم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت کوئٹہ کو اسٹیج پر بلایا تاکہ وہ اجلاس کی کارروائی کو جاری رکھنے میں صدر مجلس مشاورت کی معاونت کریں۔

## تجویز نمبر ۶ پر بحث

بعدازاں تجویز نمبر ۶ جو کہ تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان کے بجٹ برائے سال ۸۷-۱۹۸۶ء پر مشتمل تھی پیش ہوئی۔

سب کمیٹی جو تحریک جدید اور وقفِ جدید کے بجٹ پر غور و خوض کرنے کے لئے قائم کی گئی تھی اس کے صدر مکرم راجہ غالب احمد صاحب نے سب کمیٹی کے اجلاس کی رپورٹ پیش کی اور تحریک جدید کا بجٹ مشتمل بر ۲ کروڑ ۸۱ لاکھ ۶۳ ہزار روپے آمد و خرچ منظور کئے جانے کی سفارش کی۔ انہوں نے بتایا کہ تحریک جدید کے مجوزہ بجٹ میں سالِ گزشتہ کی نسبت ۹۳۹ء۴ فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے۔ گزشتہ سال ۹۳۴۰۰۰ء۱ روپے کا بجٹ تھا جبکہ امسال اس میں ۲۳۰۰۰ء۸۱ء۶ روپے کا اضافہ کیا گیا ہے۔

انہوں نے بتایا کہ سب کمیٹی کے اجلاس میں وکیل المال اوّل صاحب نے بعض تجاویز پیش کیں مثلاً (۱) حضرت فضلِ عمر کے ارشاد کے مطابق تحریک جدید کے وعدوں کو معیار پر لانے کی خصوصی تحریک کی جائے۔ (۲) معاونین خصوصی کی تعداد میں اضافہ کیا جائے اور سالِ نو میں اسے دگنا کیا جائے۔ (۳) دفتر اوّل کے مجاہدین کی قربانیوں کو زندہ رکھا جائے اور اس کے لئے ہر ممکن ذریعہ اختیار کیا جائے۔ (۴) دفتر چہارم کے ٹارگٹ کو پورا کیا جائے (۵) امراء کرام جو ضلع وار اجلاس کرتے ہیں اس میں وعدہ کنندگان کا جائزہ لیا جاتا رہے۔

اس کے بعد سب کمیٹی کے صدر صاحب نے کہا کہ سب کمیٹی تحریک جدید کے بجٹ کو منظور کئے جانے کی سفارش کرتی ہے۔ اس کے بعد عمومی بحث کا مرحلہ آیا۔ اس بحث پر رائے دینے کے لئے سب سے پہلے مکرم نعیم احمد خالد صاحب راولپنڈی آئے انہوں نے تحریک جدید کا پس منظر پیش کیا اور کہا کہ تحریک جدید کے مجوزہ بجٹ پر ہمارے دل اللہ کی حمد سے لبریز ہیں اور اس کے حضور شکر گزار ہیں کہ وہ پودا جو حضرت فضل عمر نے ۳۴ء میں لگایا تھا وہ اب ساری دنیا میں پھیل چکا ہے اور خدا کے پیار کا اظہار اس طرح ہوا کہ اس مرتبہ ۶ کروڑ کے اضافہ کے ساتھ تحریک جدید کا بجٹ پیش ہوا ہے۔ اس کے لئے تحریک جدید بھی مبارکباد کی مستحق ہے کہ اس نے انتہائی کوششیں اور منصوبے کئے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر معیاری وعدوں کی طرف پوری توجہ کی جائے تو اس میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے اسی طرح اگر تحریک جدید کے مطالبات پر صحیح معنوں میں ہم عمل کریں تو پہلے سے بہتر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان کے بعد مکرم عبدالقادر صاحب گوجرانوالہ آئے انہوں نے بھی معیاری وعدوں پر زور دیا اور کہا کہ معیاری وعدوں کے نتیجہ میں تحریک جدید کا بجٹ بہت آگے بڑھ سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ تمام منصوبے جو اسٹینڈنگ فنانس کمیٹی نے پیش کئے ہیں وہ احباب تک پہنچائے جائیں۔

مکرم رانا محمد خان صاحب بہاولنگر نے بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا کہ مطالبات تحریک جدید میں ہماری کمزوریوں اور کوتاہیوں کا علاج ہے اگر مطالبات تحریک جدید پر صحیح معنوں میں عمل نہ کیا جائے تو پھر مالی جہاد میں بھی کمی آجاتی ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ مطالبات تحریک جدید پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہوا جائے۔

مکرم رفیق احمد صاحب سیالکوٹ نے کہا کہ امراء اضلاع اپنے حلقہ کی تمام جماعتوں کے چندہ دہندگان و مجاہدین کا جائزہ لیتے رہیں تاکہ اصل صورت حال سامنے رہے اور بجٹ میں اضافہ ہو سکے۔

مکرم محمد محسن صاحب نے اپنی رائے کا اظہار کیا جن کے بعد مکرم خواجہ وجاہت احمد صاحب کراچی نے کہا کہ ایسے افراد جو نئے احمدی ہوتے ہیں ان کے آباؤ اجداد میں کوئی تحریک جدید دفتر اوّل کا

مجاہدین کا ہوتا ہے اس لئے تحریک جدید کو چاہیئے کہ وہ ایسے افراد کو بھی موقع دے کہ وہ دفتر اول کے مجاہدین کی طرف سے چندہ تحریک جدید دے سکیں۔ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے فرمایا کہ تحریک جدید ایک عظیم الٰہی تحریک ہے اور بیرون ملک جو مساعی ہو رہی ہیں وہ تحریک جدید کے ہی پھل ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ بیوت السجود کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے وہ کم ہے اس کو زیادہ کیا جانا چاہیئے مطالبات تحریک جدید کو بار بار افراد جماعت کے سامنے رکھتے رہنا چاہیئے۔ اس طرح دفتر اول کے مجاہدین کے ورثاء کو یہ سہولت ہونی چاہیئے کہ وہ حسب استطاعت جتنا دے سکیں وہ قبول کیا جائے۔

بعد ازاں مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے فرمایا کہ تحریک جدید کے مطالبات اصلاح نفس کے لئے بہترین ذریعہ ہیں اگر ہم ان مطالبات پر عمل پیرا ہوں تو ہر احمدی کی عملی زندگی اس جھوٹ کو ناکام بنانے کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگی جو اس وقت احمدیت کے بارے میں پھیلایا جا رہا ہے اور اس وقت جو جھوٹ پھیلایا جا رہا ہے اس کے جواب کے سلسلہ میں صرف مرکز پر انحصار درست نہیں۔

بعد ازاں مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول نے دفتر اول کے مجاہدین کے بارے میں حضور کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا اور بتایا کہ جماعتوں کو مجاہدین اول کے نام بھجوا دیئے گئے ہیں اور یہ درخواست بھی کی گئی ہے کہ جو احباب بھی کھاتہ جاری کروانا چاہیں وہ اپنی استطاعت کے مطابق ادا کر سکتے ہیں۔ نیز انہوں نے کہا مطالبات تحریک جدید پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ان کے بعد صدر سب کمیٹی نے دفتر اول کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ یہ اسکیم صرف وفات یافتہ مجاہدین کے لئے نہیں بلکہ ان مجاہدین سے بھی اس کا تعلق ہے جو زندہ ہیں اس لئے مجاہدین کو ابھی سے اس کا انتظام کرنا چاہیئے کہ ان کے بعد بھی ان کا چندہ ادا ہوتا رہے۔ اور تحریک جدید کو اس بارہ میں بھی لائحہ عمل تجویز کرنا چاہیئے

اس کے بعد سب کمیٹی کی سفارشات کو رائے شماری کے لئے اراکین مجلس مشاورت کے سامنے پیش کیا گیا تو اراکین نے متفقہ طور پر اس بجٹ کو حضور کی خدمت میں منظوری کے لئے پیش کرنے کی سفارش کی۔

## تجویز نمبر ۲ پر بحث

اس کے بعد سب کمیٹی کی رپورٹ کا دوسرا حصہ پیش کیا گیا جو بجٹ وقف جدید پر مشتمل تھا۔ سب کمیٹی کے صدر مکرم راجہ غالب احمد صاحب نے سب کمیٹی کی رپورٹ پیش کی اور ۲۴ لاکھ ۵۰ ہزار روپے پر مشتمل بجٹ منظور کئے جانے کی سفارش کی۔ انہوں نے بتایا کہ مجوزہ بجٹ میں گزشتہ سال کی نسبت ۱۷ فیصد یعنی ۲ لاکھ ۸۴ ہزار کا اضافہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سب کمیٹی اس سلسلہ میں یہ تجویز بھی پیش کرتی ہے کہ جماعتوں کے زیادہ سے زیادہ دورے کئے جائیں اور وقف جدید کی کارکردگی سے احباب کو آگاہ کیا جائے۔

دفتر اطفال کے چندہ دہندگان کی تعداد کو بڑھایا جائے معاونین خصوصی کی تعداد کو ڈیڑھ گنا زیادہ کیا جائے۔ معلمین کی تعلیمی کلاس میں طلباء کی تعداد کم ہے وقف جدید کی طرف سے جماعتوں کو اس سلسلہ میں ٹارگٹ دیا جائے۔ معلمین کی تعداد بڑھانے کی غرض سے امراء کرام اور انصار اللہ کا تعاون حاصل کیا جائے۔ ان تجاویز کے ساتھ سب کمیٹی وقف جدید کے بجٹ کو منظور کئے جانے کی سفارش کرتی ہے

اس کے بعد صدر مجلس کے ارشاد پر مکرم شیخ محمد حنیف صاحب نے اعلان کیا کہ جو نمائندگان اس سلسلہ میں اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہیں وہ اپنے نام لکھوا دیں چنانچہ مندرجہ ذیل احباب نے اپنے نام لکھوائے مکرم مظفر احمد باجوہ، مکرم ملک مبارک احمد صاحب کراچی، مکرم پیر افتخار الدین صاحب، مکرم حضرت اللہ پاشا صاحب کراچی، مکرم منور احمد صاحب راولپنڈی، مکرم نعیم خالد صاحب راولپنڈی، مکرم عبداللطیف ستکوہی صاحب لاہور، مکرم محمد محسن صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ، مکرم حمید احمد صاحب اٹک مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ۔

ان احباب نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے بجٹ کو بڑھانے اور معلمین وقف جدید اور معاونین خصوصی کی تعداد کو زیادہ کرنے پر زور دیا۔

مکرم اللہ بخش صادق صاحب نمائندہ وقف جدید / ناظم وقف جدید نے کہا کہ معلمین کی کمی کی شدت کو دفتر بھی محسوس کرتا ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ جماعتیں زیادہ سے زیادہ افراد کو مرکز بھجوائیں۔ انہوں نے بتایا کہ اب اس سال حضور نے وقف جدید کو بین الاقوامی سطح پر رائج فرمایا ہے اس لئے باہر سے بھی معلمین آئیں گے۔ انہوں نے بجٹ کے سلسلہ میں وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۸۲ء میں وقف جدید کا بجٹ ۱۱ لاکھ کا تھا لیکن خدا کے فضل سے چند سالوں میں اس میں دگنا اضافہ ہوا ہے اور اب انشاء اللہ وصولی اس بجٹ سے کہیں زیادہ ہوگی۔ تھر کے علاقے میں وقف جدید کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ تھر کے علاقے میں تربیت اور طبی امور کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہے اس لئے ڈاکٹرز، ڈسپنسرز

اور سکیم اور اطباء اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کریں۔ اگر ساری زندگی وقف نہیں کر سکتے تو تین سال یا پانچ سال کا عرصہ وقف کریں۔

اس کے بعد بجٹ پر رائے شماری کرائی گئی اور جملہ احباب نے متفقہ طور پر بجٹ وقفِ جدید منظور کئے جانے کی سفارش کی۔

## تقسیم انعامات

تقریباً بارہ بجے دوپہر ایجنڈے کی آخری تجویز پر بحث ختم ہوئی جس کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ کے بین الاضلاع اور بین المجالس مقابلوں میں پوزیشنز حاصل کرنے والی مجالس میں صدر مجلس مشاورت نے انعامات تقسیم فرمائے۔

مقابلہ بین المجالس میں حسنِ کارکردگی کے لحاظ سے مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ مقامی اوّل قرار پائی اور علم انعامی کی حقدار۔ چنانچہ مکرم مہتمم صاحب مقامی نے صدر مجلس مشاورت سے علم انعامی حاصل کیا۔ دوم مجلس دارالذکر فیصل آباد رہی اور سند خوشنودی حاصل کی اور مجلس اسلامیہ پارک لاہور سوم قرار پائی اور سند خوشنودی حاصل کی۔

مقابلہ بین الاضلاع میں مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی اوّل رہی اور قائد صاحب ضلع کراچی نے صدر مجلس مشاورت سے انعامی شیلڈ اور سند امتیاز حاصل کی۔ دوم ضلع جھنگ قرار پایا اور سوم ضلع خوشاب دونو مجالس کے قائدین اضلاع نے سند خوشنودی حاصل کی۔

اطفال کے بین المجالس مقابلہ میں مجلس اطفال الاحمدیہ اورنگی ٹاؤن کراچی اوّل رہی اس مجلس کے ناظم اطفال اور قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے صدر مجلس مشاورت سے علم انعامی حاصل کیا۔

دوم = عزیز آباد کراچی

سوم = اسلامیہ پارک لاہور

## اختتامی خطاب

بارہ بجکر ۵ منٹ پر صدر مجلس مشاورت محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا۔ خطاب کے شروع میں آپ نے بتایا کہ حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی ہے اور حضور تمام احباب جماعت کو محبت بھرا سلام کہتے ہیں۔ آپ نے اپنے خطاب میں چند امور کی یاد دہانی کروائی اور فرمایا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے معاشرتی اصلاح کے موضوع پر خطبات ارشاد فرمائے ہیں اور معاشرتی اصلاح کے جملہ پہلو بیان فرمائے ہیں اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ خطبات گھر گھر پہنچائے جائیں۔ اور جو معاشرتی ذمہ واریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں ان کو کما حقہٗ ادا کیا جائے آپ نے فرمایا کہ جہاں بھی اصلاح کی ضرورت ہو عہدیدار جائزہ لیں اور اصلاح کی کوشش کریں اور امراء اس کی رپورٹ مرکز کو دیں۔ اس وقت حالات کا تقاضہ ہے کہ جماعت میں محبت و اخوت پہلے سے بھی زیادہ ہو اور جماعت سیسہ پلائی دیوار بن جائے۔

نمازوں اور دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ احمدی کی زندگی کا تصور ان کے بغیر ممکن نہیں اس لئے اپنی دعاؤں میں زور اور شدت پیدا کریں تا وہ مقبول ہوں اور بالخصوص پاکستان، اپنے پیارے آقا اور راہِ مولیٰ کے اسیروں کے لئے دعائیں کریں۔

آخر میں آپ نے حضرت اقدس بانی سلسلہ کے نہایت پُر اثر ارشادات پڑھ کر سنائے جن کے بعد ۱۲ بجکر ۳۰ منٹ پر آپ نے دعا کرائی اور جماعت احمدیہ کی ۶۷ ویں مجلس مشاورت اختتام کو پہنچی

---

## اظہار تشکر

خاکسار کے والد مکرم چوہدری غلام حیدر ملھی سابق صدر چک ۵۶/۲ آر ضلع بہاولنگر کی وفات حسرت آیات پر بہت سے عزیزوں اور دوستوں اور دیگر احباب نے گھر آکر اور بذریعہ خطوط ہم سے تعزیت کی اور ہماری دلجوئی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ ہم ان سب کا فرداً فرداً جواب دینے سے قاصر ہیں اور ان سطور کے ذریعہ ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور دُعا کی درخواست بھی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ والد صاحب مرحوم کے درجات بلند کرے اور اعلیٰ علیین میں مقام سے نوازے اور جملہ پسماندگان کو اپنے فضلوں سے نوازے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ آمین

(ارشاد احمد ملھی۔ مربی سلسلہ سانگلہ ہل)

# تقریب شادی

برادرم مکرم عبدالحلیم احمد صاحب مربی سلسلہ ابن مکرم عبدالقادر صاحب کی شادی مکرمہ حمامۃ البشریٰ صاحبہ بنت مکرم ملک مبارک احمد صاحب قائمقام پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ کے ساتھ ۲۶ مارچ ۱۹۸۶ء بروز بدھ عمل میں آئی۔ ان کا نکاح محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے ۲۴ مارچ کو بعد نماز عصر البیت المبارک میں پڑھا۔ ۲۶ مارچ ۴½ بجے سہ پہر بارات دارالعلوم شرقی سے روانہ ہو کر جامعہ احمدیہ پہنچی جہاں جامعہ ہال میں تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ تلاوت، نظم کے بعد حضرت مولوی محمد حسین صاحب رفیق حضرت بانیٔ سلسلہ نے دعا کرائی۔

۲۷ مارچ کو مکرم عبدالقادر صاحب نے اپنی رہائش گاہ واقع دارالعلوم شرقی میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ بعد طعام محترم مولانا نسیم سیفی صاحب وکیل التصنیف نے دعا کرائی۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر جہت سے مبارک کرے اور ثمراتِ حسنہ سے نوازے آمین۔ (مبارک احمد بسرا۔ مربی سلسلہ)

## دعائے مغفرت

نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ خاکسار کے والد صاحب مکرم چوہدری غلام رسول آف سابقہ شکار پور ضلع گورداسپور) مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۸۶ء بروز منگل قریباً ستر برس کی عمر میں فضل عمر ہسپتال میں چند روزہ علالت کے بعد قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ ان کی نماز جنازہ، مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے اسی روز بعد از نمازِ مغرب "البیت المبارک" میں پڑھائی۔ بعد تدفین مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے دعا کرائی۔

مرحوم نے اپنے پیچھے دو بیٹے دو بیٹیاں اور ان کی اولاد چھوڑی ہے خاکسار اور جملہ پسماندگان ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے والد صاحب کی تجہیز و تکفین میں شرکت کی اور ہمارے غم میں شریک ہوئے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ تمام افرادِ جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(مقصود احمد طاہر آف یو۔ بی۔ ایل۔ و دیگر پسماندگان

میرے بہنوئی محترم قریشی غلام سرور صاحب آف خانپور حال ربوہ ۲۹ مارچ ۱۹۸۶ء کو قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ ان کی عمر ۶۴ سال تھی قریشی صاحب مرحوم نیک، پارسا، متقی، خدا کا خوف رکھنے والے کثرت سے سچی خوابیں دیکھنے والے اور صاحب کشف بزرگ تھے۔

بہاولپور ریاست کی مقامی زبان "سرائیکی" بولنے والے اوّلین احمدی حضرت مولانا عبداللطیف بہاولپوری کے بعد جو دو تین سرائیکی مخلصین سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے قریشی صاحب مرحوم ان میں شمار ہوتے ہیں۔ سلسلہ کے سچے خادم تھے۔ سلسلہ کے علماء اور نمائندگان کی مہمان نوازی اور خدمت کرنے میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ ابتلا اور آزمائش کے ہر مرحلے سے صبر و رضا کے ساتھ گزرے اور سچائی کی راہ میں ثابت قدم رہے۔

محترم قریشی غلام سرور صاحب نے اپنے پسماندگان میں ایک بیوہ، پانچ جوان بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑی ہیں چاروں بیٹیاں خدا کے فضل سے بیاہی ہوئی ہیں۔

رحیم یار خاں میں جماعت احمدیہ کے قیام اور استحکام کے سلسلہ میں ان کی خدمات کو بنیادی اور کلیدی حیثیت حاصل رہے گی خانپور میں بھی جماعتی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد ربوہ میں گھر بنا کر رہائش اختیار کر لی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مکرم قریشی غلام سرور صاحب کی مغفرت فرمائے۔ ان کے درجات بلند کرے اور انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے آمین

(حبیب اللہ صادق۔ کراچی)

# وصایا

**ضروری نوٹ:** مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

**مسل ۔ ۲۵۹۱۹ ۔** میں امۃ الحی زوجہ محمد کریم بشر صاحب، قوم ملک پیشہ خانہ داری عمر ۲۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۳۲/۵۲ دارالعلوم وسطی ربوہ ضلع جھنگ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۶/۸/۸۵ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر =/۵۰۰۰ روپے وصول شدہ (۲) مکان برقبہ ایک کنال مالیتی =/۲۵۰۰۰۰ روپے دو لاکھ پچاس ہزار (۳) سلائی مشین مالیتی =/۶۰۰ روپے (۴) گھڑی کلائی مالیتی =/۲۰۰۰ روپے (۵) بالیاں طلائی ۱/۲ تولہ مالیتی ایک ہزار روپے (۶) انگوٹھی وزنی ۴ ماشہ مالیتی =/۷۰۰ روپے کل جائیداد دو لاکھ چونسٹھ ہزار سات سو روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام ماہانہ لیت حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ امۃ الحی ۳۲/۵۲ دارالعلوم وسطی ربوہ۔ گواہ شد ۱ عبدالحکیم ولد حاجی عبداللہ ۵۱/۲۲ دارالرحمت شرقی ربوہ۔ گواہ شد ۲ غلام مصطفےٰ خان ولد منشی خان ۱/۵۵ دارالعلوم وسطی ربوہ

**مسل ۔ ۲۵۹۲۰ ۔** میں رضیہ شکور زوجہ چوہدری عبدالشکور صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری بیعت پیدائشی احمدی، ساکن کلاس والہ ضلع سیالکوٹ حال ربوہ بقائمی

ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۸۵/۹/۲۳ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیور طلائی ۴ ۱/۲ تولہ مالیتی مبلغ ۸۸۸۷/۵۰ روپے (۲) حق مہر بذمہ خاوند =/۲۰۰۰ روپے

اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہو حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ ۔ رضیہ شکور

۹/۲۳ دار الصدر جنوبی ربوہ گواہ شد نمبر۱ عبدالرحمان پسر حقیقی موصیہ گواہ شد نمبر۲ عبدالشکور خاوند موصیہ۔

مسل ۔ ۲۵۹۲۱ ۔ مسمی سید حسن طاہر بخاری ولد سید خورشید بخاری مرحوم قوم سید پیشہ تعلیم عمر ۲۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گولیکی ضلع گجرات حال ناصر ہوسٹل ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۵/۱۰/۲۷ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں۔

اس وقت مجھے مبلغ =/۵۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد ۔ سید

حسن طاہر بخاری ناصر ہوسٹل ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱ عبد الخالق منیر
مسل ۲۵۷۷۸ ناصر ہوسٹل ربوہ۔ گواہ شد نمبر۲ بشیر احمد نیر
مسل ۲۵۷۵۵ ناصر ہوسٹل ربوہ ----------------

**مسل - ۲۵۹۲۲** - میں رائے دوست محمد

ولد رائے اللہ یار صاحب قوم جوئیہ پیشہ زمیندارہ عمر ۶۵ سال بیعت ۱۹۵۳ء ساکن ٹھٹھہ جوئیہ ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{۹}{۸۵}$/۲۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) ساڑھے کنال زرعی زمین مالیتی =/۷۵۰۰۰ روپے (۲) مکان $\frac{A-16}{23}$ واقع دار الرحمت شرقی ربوہ برقبہ دس مرلہ مالیتی ایک لاکھ اسی ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ آٹھ ہزار روپے سالانہ آمد از جائیداد مندرجہ بالا ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ

پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ ۔ رائے دوست محمد جوئیہ ساکن کٹھہ جوئیہ حال مکان A-16 دارالرحمت شرقی الف عقب ڈاکٹر شریف احمد صاحب دندان ساز ربوہ گواہ شد ۱ محمد مجید جوئیہ پسر حقیقی موصی گواہ شد ۲ عمر حیات جوئیہ ولد محمد یار جوئیہ بمقام کٹھہ جوئیہ P.O بھٹی جلال ضلع سرگودھا۔

مسل ۔ ۲۵۹۲۳ ۔ سید محمد بشیر شاہ ولد سید عبدالرحیم شاہ صاحب قوم سید پیشہ تجارت بیعت پیدائشی احمدی ساکن پھگلہ ضلع مانسہرہ حال ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/$\frac{11}{85}$ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) مکان برقبہ ایک کنال مالیتی ایک لاکھ روپے (۲) مکان برقبہ دس مرلہ مالیتی =/۱۵۰۰۰ روپے (۳) زمین زرعی و جنگلات برقبہ ۱۳۵ کنال مالیتی چار لاکھ روپے (۴) ۳۴ کنال زرعی زمین مالیتی ایک لاکھ روپے (۵) جنگل ۱۵۰ کنال مالیتی ایک لاکھ روپے (۶) زرعی زمین تیرہ کنال مالیتی =/۳۰۰۰۰ (۷) پلاٹ برقبہ دس مرلہ مالیتی /۲۵۰۰۰ روپے (۸) سرمایہ تجارت =/۳۰۰۰۰ روپے ۔ نوٹ آئٹم ۱ تا ۳ میں ساری جائیداد کے مالک چھ بھائی اور ایک بہن ہے اور آئٹم ۴-۵ کے مالک چھ بھائی ہیں آئٹم ۶-۷ کا واحد مالک ہوں۔ قرضہ ایک لاکھ اڑسٹھ روپے ۔ اس وقت مجھے مبلغ =/۱۸۰۰۰ روپے ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا ۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔ العبد ۔ سید محمد بشیر شاہ ۱۳/۴ محلہ دارالرحمت غربی ربوہ ۔ گواہ شد ۱ محمد اکرم ولد ملک محمد حسین مرحوم وصیت نمبر ۱۷۸۰۹ ۔ گواہ شد ۲ بشیر احمد سیفی سیکرٹری مال دارالرحمت غربیہ ربوہ

مسل ۔ ۲۵۹۲۴ ۔ میں بشیر الدین احمد ولد ملک رشید احمد خاں صاحب قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۵۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن سٹلائٹ ٹاؤن میرپور خاص بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{9}{85}$ ۔۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ اس وقت میری کل جا[illegible] [illegible] و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر[illegible]

گئی ہے۔ مکان $\frac{288}{D}$ یونٹ نمبر ۲ میں میرا حصہ $\frac{1}{5}$ ہے میرے حصہ کی قیمت =/۲۴۰۰۰ روپے پلاٹ میرے نام ہے اور مکان میرے چار لڑکوں نے بنایا ہے۔ اسوقت مجھے مبلغ =/۳۱۳ روپے ماہوار [illegible] پنشن مل رہی ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر نیز آمد بشرح چندہ عام تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ بشیرالدین احمد مکان $\frac{280}{I}$ سٹلائٹ ٹاؤن نمبر ۲ نزد مڈل سکول میرپور خاص
گواہ شد نمبر ۱ ڈاکٹر محمد یونس ۶/c بلاک ۴ سٹلائیٹ ٹاؤن
گواہ شد نمبر ۲ سعید احمد ولد مولوی فیروزالدین پوسٹ بکس نمبر ۲ میرپور خاص ۸۸ء

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔